قیمت سالانہ پیشگی
قیمت فی پرچہ

نمبر ۶۵	مورخہ ۱۸ فروری سنہ ۱۹۳۰ء	یوم سہ شنبہ	مطابق ۱۸ رمضان سنہ ۱۳۴۸ ہجری	جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المؤمنین سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔

مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نماز ظہر سے عصر تک روزانہ ایک پارہ قرآن مجید کا درس دیتے ہیں۔ آج (۱۵ فروری) پندرھواں پارہ شروع ہے۔ نیز جناب مفتی محمد صادق صاحب نے روزانہ صبح آٹھ بجے اپنے مکان پر نصف گھنٹہ درس قرآن شریف انگریزی زبان میں دینا شروع کیا ہے۔

احمدیہ مجلس مشاورت کے متعلق چند باتیں

۱- اس دفعہ انشاء اللہ مجلس مشاورت کا انعقاد ۱۸-۱۹-۲۰- اپریل ہوگا۔

۲- ہر احمدی انجمن کو حق ہے۔ کہ وہ اپنے ممبروں میں سے جسے نمائندگی کے قابل سمجھے۔ اپنا نمائندہ منتخب کرے۔ اور اس کے نام سے سکرٹری مجلس مشاورت کو اطلاع دے۔

۳- جماعت کے ادارات کے متعلق سوالات بھیجنے کا حق صرف نمائندگان کو ہوگا۔ اور انہیں بھی اس فیصلہ کے مطابق سوال بھیجنے چاہئیں۔ جو گذشتہ سال کی مجلس مشاورت میں ہو چکا ہے۔ اور جسے الفضل کے ایک حال کے پرچہ میں درج کیا گیا ہے۔

۴- تمام احمدی انجمنوں کو اپنی سالانہ کارگذاری کی رپورٹیں جلد سے جلد متعلقہ صیغہ جات کو ارسال کر دینی چاہئیں۔

۵- پنجاب کے علاوہ دیگر صوبجات کی تمام انجمنوں کو بھی اپنے نمائندے ضرور بھیجنے چاہئیں۔ تاکہ وہ اپنے اپنے علاقہ کے حالات پیش کر کے مفید مشورے دے سکیں۔

کی اولاد بھی ہو لیکن مومن نہ ہو تو رسول کے مقاصدِ رسالت اور دعوت و تبلیغ کے لحاظ سے ایسی اولاد رسول کے لئے کچھ بھی مفید اور کارآمد نہیں۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام کا کافر بیٹا۔ اور اگر رسول کی صرف روحانی اولاد یعنی مومنین ہوں۔ تو اس صورت میں جسمانی اولاد نہ بھی ہو تو بھی رسول کے مقاصد دینیہ کے لحاظ سے کچھ حرج واقع نہیں ہوتا۔ جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ امت سے ظاہر ہے۔ پس کفار کا یہ طعن اور اعتراض کہ محمدؐ نرینہ اولاد کا جو رجال کی صورت میں پائی جاتی ہو۔ باپ نہیں۔ اس کے جواب میں رسول اللہ کی حیثیت کو پیش کر کے اس وہم کو دفع کر دیا۔ جو کلام سابق میں پیدا ہوتا تھا۔ اور آیت النبیّ اولٰی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو مومنوں کی مائیں قرار دیا۔ اس رشتہ کے اظہار کے ساتھ ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کا باپ بھی ظاہر فرمایا۔ اور اسی بناء پر آیت انما المؤمنون اخوۃ میں سب مومنوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا۔ اور رسول اللہ کے بعد خاتم النبیین کا لفظ جو بطور معطوف واقع ہے۔ وہ بھی اس جگہ رسول اللہ کے لفظ کی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جسمانی ابوت کی نفی کے بعد روحانی ابوت کے اثبات کے معنوں میں بغرض استدراک لایا گیا ہے۔ جیسا کہ لٰکن کے حرف استدراک سے ظاہر ہے۔ اور جس طرح رسول اللہ کے لفظ سے اس جگہ روحانی ابوت کے معنوں کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح خاتم النبیین کے لفظ سے بھی بوجہ عطف اور معنے استدراک یہی فائدہ حاصل ہے۔ اور جس طرح رسول اللہ کے لفظ کے معنے از روئے لغت کے باپ نہیں بلکہ بلحاظ توجیہ اور بطور کنایہ کے باپ کے معنے میں پیش کیا گیا۔ اسی طرح خاتم النبیین کا لفظ بھی لغت کی رُو سے باپ کے معنے میں استعمال نہیں ہوتا لیکن بلحاظ توجیہ باپ کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ اور جس توجیہ سے یہ دونوں لفظ یعنی رسول اللہ اور خاتم النبیین باپ کے معنوں میں ہو سکتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ تبلیغ رسالت سے جن لوگوں کی فطرت متاثر ہو کر اسے قبول کر لیتی ہے۔ اور وہ خدا کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ انکے ایمان لانے سے ان کے اندر ایک روح پیدا ہوتی ہے۔ جس کے ساتھ اعمال صالحہ کا وجود قائم مقام ایک جسم کے ہوتا ہے۔ اور ان روحانی تولد کے انسانوں کو مومن اور مسلم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جو رسول کے لئے روحانی اولاد ہوتے ہیں۔ کیونکہ مومن کا روحانی تولد اور روحانی وجود رسول کے توسط سے ہی ظہور میں آتا ہے۔ اور

جس طرح جسمانی تولد کا باعث رجال کی رجولیت ہوتی ہے۔ اسی طرح روحانی تولد کا سبب رسول کی تبلیغ رسالت ہوتی ہے اور جس طرح جسمانی تولد اور وجود کیلئے استعداد و مناسبت کا ہونا ضروری ہے یہی شرط روحانی پیدائش کیلئے پائی جاتی ہے۔ اور جس طرح جسمانی تولد کے سبب اور توسط اور اصل کا نام باپ کہا جاتا ہے اسی طرح اس روحانی تولد کے توسط اور اصل کا نام باپ رکھا جاتا ہے۔

آنحضرت صلعم ابو النبیّین ہیں

اور لفظ خاتم النبیین کو باپ کے معنے میں پیش کرنے کی توجیہ یُوں ہے۔ کہ خاتم کے معنے مہر بمع نقش مہر اور انگشتری کے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہکر نبیوں کی مُہر اور نبیوں کی انگشتری قرار دیا ہے۔ خاتم کے معنے اگر مُہر یعنی نقش بر نگینہ کے ہوں۔ جس کے توسط سے آگے سلسلہ نقوش کا جاری کیا جاتا ہے۔ اور جس سے پیدا ہونے والے نقوش تولد کا حکم رکھتے ہیں۔ اور جو اپنے اور اپنے پیدا کردہ نقوش کے درمیان ابوت اور ابنیت کے تعلق کی مثال رکھتا ہے۔ ان معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا گویا دوسرے لفظوں میں آپؐ کو ابو النبیین یعنی نبیوں کا باپ قرار دینا ہے۔ اور رسول اللہ کے لفظ سے بحکم کلّ رسولٍ ابو امّتہٖ اپنی امت کا باپ قرار دیا۔ اور لفظ خاتم النبیین سے دوسرے نبیوں اور رسولوں پر زیادت اور فوقیت ظاہر فرماتے ہوئے بتایا۔ کہ محمدؐ رسول اللہ دوسرے رسولوں کی طرح صرف ایسے مومنوں کا ہی باپ نہیں جو غیر نبی ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ نبیوں کا بھی باپ ہے۔ کیا مطلب یعنی کفار تو ابتر قرار دے کر اسے طعن دیتے ہیں۔ کہ اس کے ہاں نرینہ اولاد نہیں۔ اس کا سلسلہ اس کی موت کے بعد کس طرح چلیگا۔ اور کون چلائیگا۔ لیکن وہ جانتے نہیں۔ کہ گو اس کے ہاں نرینہ اولاد نہیں لیکن رسول اللہ اور خاتم النبیین ہونے کے لحاظ سے اس کی روحانی اولاد جو آیت من یطع اللہ والرسول تا فقرہ من النبیّین والصدیقین والشہداء والصالحین کے رو سے صدیقین شہداء اور صالحین کے علاوہ نبیین کی شان اور مرتبہ کی بھی ہوگی وہ آپؐ کے سلسلہ کو چلائے گی۔ پس کفار کا طعن اور اعتراض لغو اور بیہودہ ہے۔

آنحضرت صلعم کن انبیاء کے باپ ہیں

اب رہا یہ سوال کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آجتک کون کون نبی ہوئے جن کے آپ باپ کہلا سکتے ہیں۔ تو اس کا جواب آیت ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبیّ الخ کے ماتحت درود شریف اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کشف امامت انبیاء سے واضح ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

جس کی تعمیل میں ہر ایک مسلم نماز میں درود پڑھتا ہے۔ درود جو نماز میں عام طور پر پڑھا جاتا ہے۔ اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ اللّٰھم صل علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰل محمدٍ کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللّٰھم بارک علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰل محمدٍ کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید۔

اس درود میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپؐ کی آل پر درود پڑھنا بطور دعا کے ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلۂ امت کے برکات کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ ذاتی کمالات اور برکات اور مدارج عالیہ کے لحاظ سے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیمؑ بلکہ سب انبیاء سے بڑھ کر ہیں۔ اور حضرت ابراہیمؑ سلسلہ کی برکات کے لحاظ سے سب انبیاء پر فوقیت رکھنے والے تھے۔ اور حضرت موسیٰؑ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جیسے اولوالعزم رسول بھی حضرت ابراہیمؑ کے سلسلہ کے افراد ہیں۔ اور علاوہ اس کے حضرت ابراہیمؑ کو خدا تعالےٰ نے بطور برکت کے دو سلسلے عطاء فرمائے۔ ایک اسحاق کی نسل کا دوسرا اسمٰعیل کی نسل کا۔ اسحاقؑ کا سلسلہ حضرت مسیح پر ختم ہوا۔ جو بنی اسرائیل کا آخری نبی تھا۔ اور اسماعیلؑ کا سلسلہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔

درود شریف کی دعا اور نتیجہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے درود شریف کے الفاظ میں دعا کرنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ابراہیمؑ کی طرح دو سلسلے برکات کے عطاء فرما دے۔ یعنی اسحاقی سلسلہ کی برکت کا نمونہ بھی دیا جائے۔ اور اسماعیلی سلسلہ کی برکت کا نمونہ بھی۔ اسحاقی سلسلہ کے انبیاء اسماعیلی سلسلہ کے انبیاء کے بالمقابل بکثرت ہوئے لیکن ان کی نبوت اور رسالت کا سلسلہ مخصوص القوم اور مخصوص الزمان رہا۔ اور اسمٰعیلی سلسلہ میں گو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی ایک مخصوص فرد تھے۔ لیکن اپنی نبوت اور رسالت کے وسیع برکات کے لحاظ سے تمام دنیا کے انبیاء سے مقام سبقت پر تھے۔ اور آپ کی دعوت اور تبلیغ رسالت کا دائرہ تمام اقوام عالم پر محیط تھا۔ آپؐ کے حق میں درود شریف کی دعا جو خدا تعالےٰ کے ارشاد واجب الانقیاد کی تعمیل میں ہے مستجاب اور قبول شدہ ہے۔ جس کی بشارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو قبل از ظہور سُنائی گئی۔ جس کی بناء پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فرما کر بتا دیا کہ اسرائیلی سلسلہ کے انبیاء کی برکات کا نمونہ مجھے میری امت کے علماء کی صورت میں دیا گیا ہے۔ یعنی خلفاء اور مجددین کی شان

والے علماء جو خلافت محمدیہ اور تجدید دین اور تمکین ملت کے لئے مبعوث کئے جائیں گے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور کے ذریعے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کی برکت کا نمونہ دیا گیا۔ جو حضرت ابراہیم کو اسمٰعیلی سلسلہ کی برکت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود میں دیا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ امت کے مجددین جو مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے ہو چکے۔ وہ سب کے سب اسرائیلی انبیاء کی طرح مخصوص القوم اور مخصوص الزمان مبعوث کئے گئے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح تمام دنیا کی قوموں کے لئے نبی اور رسول ہیں۔ اور جس طرح حضرت ابراہیم کو جو برکت اسرائیلی انبیاء کے رنگ میں دی گئی۔ اس سے اسمٰعیلی سلسلہ کی برکت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کئے جانے سے آپ کو ملی وہ باوجود پیچھے ظاہر ہونے کے زمانی اور مکانی اور قومی برکات کے لحاظ سے بہت بڑھکر تھی۔ اسی طرح مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جو برکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ وہ باوجود پیچھے ظاہر ہونے کے انبیاء بنی اسرائیل کے مثیل علماء مجددین سے بڑھکر ہوئے۔ اور آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مظہریت تامہ کاملہ کی بناء پر منصب نبوت کے ساتھ نہ صرف امت محمدیہ کے مجددین سے ہی بڑھکر ہوئے بلکہ ان سب انبیاء سے بھی جو مخصوص القوم اور مخصوص الزمان تھے۔ بڑھ گئے۔ اور آیت وللاٰخرۃ خیر لک من الاولےٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ میں بھی بتا دیا۔ کہ پچھلی آنے والی برکت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے ملنے والی ہے۔ وہ پہلی برکت سے جو انبیاء بنی اسرائیل کے مثیل علماء مجددین کے ذریعہ ظہور پذیر ہونے والی ہے۔ بہت بڑھ بڑھ کر ہے۔ اور پچھلی آنے والی برکت جو مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے عطا ہوگی۔ اور جس کے ظہور کا زمانہ ولسوف یعطی کے صیغہ مستقبل بعید سے بہت دور کے زمانہ پر دلالت کرنے سے مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ ظہور کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا خاص طور پر ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کشف کہ جس میں آنحضرت صلعم نے دیکھا کہ آپ بیت المقدس میں انبیاء کی جماعت میں نماز ادا کر رہے ہیں

معراج کی حقیقت

اور سب انبیاء آپ کی اقتدا میں نماز میں کھڑے ہیں۔ یہ کشف غور کرنے سے قابل تاویل معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کا ظاہری صورت میں پورا ہونا محالات سے تھا۔ اس لئے کہ دنیا کے انبیاء جو مختلف ملکوں اور قوموں اور زمانوں میں مبعوث ہو کر فوت ہو گئے۔ ان کا دوبارہ زندہ ہو کر جسم عنصری کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں صف بستہ کھڑا ہونا اور ایک ہی وقت میں اور ایک ہی مکان میں سب کا موجود ہو جانا یہ اس عالم دنیا اور ظاہری جہان میں محالات سے ہی تھا۔ اور جب محالات سے تھا۔ تو پھر دوسری طرف اس کشف کا باطل ہونا بھی محالات سے ہی ہے۔ پس بجز اس صورت کے کوئی دوسری صورت قابل تسلیم نہیں ہو سکتی۔ کہ یہ کشف صحیح تسلیم کرنے کے ساتھ تاویل طلب تسلیم کیا جائے۔ اور صحیح تاویل بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ کہ یہ انبیاء جو آپ کی اقتدا میں کھڑے تھے۔ وہ آپ کی اقتداء سے اور آپ کی اطاعت اور اتباع سے منصب نبوت کے پانے والے انبیاء سمجھے جائیں۔ اور ان کا صف بستہ ہو کر کھڑا ہونا مقام وحدت اور مرتبہ اتحاد پر دلالت کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کہ ان سب انبیاء کا صف بستہ ہو کر کھڑا ہونا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے بروز کامل کی بعثت سے مراد ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح سب انبیاء کے قائم مقام ہو کر سب اقوام عالم کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا جائے گا۔ اور انبیاء کا مرتبہ انفراد متعدد ہونا اور بصورت صف بستگی متحد اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا ایک فرد اور واحد وجود ایسا بھی ہوگا۔ جو آپ کی اتباع سے تمام انبیاء کا واحد مظہر اور بروز ہوگا۔ اور جس کے ایک ہی وجود سے سب انبیاء کا جلوہ ظاہر ہوگا۔ اور اگر وہ حسب ذیل کلام سے اپنے نطق حقیقت کو بیان فرمائے۔ تو کچھ خلاف نہ ہوگا۔ یعنی ؎

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

اور یہ کہ ؎

میں کبھی آدم کبھی موسےٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اور یہ کہ ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبےٰ باشد

قرآن کریم میں آیت اذا الرسل اقتت کا مضمون اور مفہوم بھی جو بطور پیشگوئی کے ہے۔ اس نبوی کشف مذکور کے بالکل ہم معنے ہے۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے۔ کہ ایک وقت آئے گا۔ کہ جب سب رسول ایک ہی وقت میں لائے جائیں گے۔ جس کی حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کشف میں ظاہر کی گئی۔ کہ ان نبیوں اور رسولوں کا ظہور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں ایک ہی وجود کے ذریعہ بشان مظہریت پایا جائے گا۔ سو یہ کشف آج پورا ہو گیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر امت محمدیہ کا درود پڑھنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابراہیمؑ کے دو سلسلوں کی برکات عطاء ہوں۔ وہ دعا آج قبول ہو گئی۔ کہ ایک طرف آپ کو حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مطابق اسرائیلی انبیاء کی برکت کا نمونہ بھی عطا کیا گیا۔ اور دوسری طرف مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے جو سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں آپ کو اسماعیلی سلسلہ کے عظیم الشان نبی یعنی حضرت محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حضرت ابراہیمؑ کے لئے بطور برکت مبعوث فرمائے گئے۔ انکی مظہریت میں بطور برکت مبعوث کیا گیا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اسمٰعیلی سلسلہ کی برکت کا نمونہ ہیں۔ پس اس طرح سے دونوں قسم کی برکتوں کا نمونہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ لیکن یہ دونوں قسم کی برکتوں کے نمونے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے اور آپکی اقتدا اور اتباع سے ظہور میں آئے۔ یہ کون ہیں۔ سو اس میں کسی کو بھی شک نہیں۔ کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق مثیل انبیاء بنی اسرائیل علماء مجددین بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی بیٹے ہیں۔ اور روحانی اولاد ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ جو فی الواقع نبی اور رسول اور جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان رکھنے والے ہیں وہ بھی آنحضرت صلعم کے روحانی فرزند ہیں۔ پس یہ دونوں قسم کے فرزند آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کی شان کے مصدق ہیں۔ کیونکہ مسیح موعودؑ جن کا ظہور تمام نبیوں کے ظہور کے قائم مقام ہے اور جن کا وجود تمام نبیوں کے وجود کا مظہر ہے۔ ان کا آنحضرت صلعم کے توسط سے روحانی تولد بمنزلہ تمام انبیاء کے روحانی تولد کے ہے جس سے آنحضرت صلعم کا خاتم النبیین یعنی ابو الانبیاء ہونا ثابت ہو جاتا ہے اور جس سے علاوہ رسول اللہ کے آنحضرت صلعم کا خاتم النبیین ہونا روحانی ابوت کے لحاظ سے بصورت ترقی متحقق ہوتا ہے اور جس سے آیت خاتم النبیین ابتر والے اعتراض اور طعن کفار کے بالمقابل نہایت ہی مناسب معنوں کے ساتھ بصورت ذب و تردید پیش ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ان معنوں کے لحاظ سے بتایا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے ہاں اگر نرینہ اولاد نہیں تو نہ سہی آپکی روحانی اولاد ہے جو منصب نبوۃ اور رسالت کے لحاظ سے نہایت ہی مناسب اور مفید ہو سکتی ہے۔ پس کفار کو بطور شماتت اعدار خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ محمد صلعم کی نرینہ اولاد نہ ہونے سے ان کا سلسلہ ان کے مرنے کے ساتھ مٹ جائیگا۔ مٹے گا نہیں بلکہ اسکے قیام اور بقا کیلئے انکی روحانی اولاد جن سے علماء ہی نہیں بلکہ انبیاء بھی تبلیغ رسالت کا کام جاری رکھینگے ان کا سلسلہ مٹ نہیں سکتا۔ (باقی)

(غلام رسول راجیکی۔ قادیان)

سینما کا بچوں پر اثر

جُوں جُوں سینما کو وُسعت دی جا رہی ہے۔ یہ حقیقت بھی منکشف ہو رہی ہے۔ کہ بچوں کی تعلیم پر سینما کا مضر اثر پڑ رہا ہے ڈاکٹر رُوو رائے نے جو بلجیم کے کسی بچوں کے شفاخانہ کے آفیسر ہیں سینما کی فلموں کا مختلف طبائع کے بچوں پر اثرات کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ وُہ لکھتے ہیں سینما کا بچوں کی صحت پر خطرناک اثر پڑتا ہے۔ اور یہ اثر اس بُرے اثر سے کہیں زیادہ ہے۔ جو مضر کتب یا تصاویر سے پڑ سکتا ہے۔ ان کے نزدیک فلموں کو سنسر کرنے یا عمر وغیرہ کی پابندی لگانے سے چنداں فائدہ نہیں۔ کیونکہ بڑوں کے لئے جو بہترین فلمیں سمجھی جاتی ہیں۔ ان میں ہی تشدد و مظالم اور جرائم کے منظر دکھائے جاتے ہیں۔ جن کا حساس بچے کے دماغ پر سخت اثر ہوتا ہے نقش خصوصیت سے ان فلموں میں ہے۔ جو پراپیگنڈا کی غرض سے کسی بدی کو روکنے کے لئے دکھائی جاتی ہیں۔ کیونکہ بدی کو دبانے کی بجائے وُہ بدی کا اشتہار بن رہی ہیں :

اس کے علاوہ چونکہ فلم کی کہانی بچے کی توجہ کو سختی سے جذب کر لیتی ہے۔ اس لئے اس کے اعصاب کو تکان ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی کھیل دو گھنٹے تک جاری رہے۔ اور اس میں دو دو منٹ کا ۱۰ دفعہ وقفہ دیا جائے۔ تو اس میں بچے کی جسمانی طاقت کا ۲۰ فیصدی حصّہ خرچ ہو جائے گا۔ اور یہ خرچ اس خرچ سے دُگنا ہے۔ جو ایک سالم دن میں سکول کی تعلیم میں ہوتا ہے۔ جسمانی طاقت کا انتشار کمزور بچوں میں اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ایکٹروں کے اشارات کا ناظرین کی سب کانشس (قلب غیر عامل) پر بہُت گہرا اثر پڑتا ہے۔ اور وُہ بچے جو جسمانی یا دماغی لحاظ سے کمزور یا غیر طبعی ہوں۔ ان پر تو ان اشارات کا بہُت ہی مضر اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ وُہ تکان یا عصبی ضعف کی حالت میں وَیسے ہی اشارات اور حرکات کرنے لگ جاتے ہیں :

ڈاکٹر صاحب کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ عوام جن بچوں کو تندرست خیال کرتے ہیں۔ ان میں سے کئی جسمانی یا دماغی لحاظ سے نارمل کہلانے کے مستحق نہیں ہوتے +

میرے نزدیک سینما کے ذریعے تعلیم دینا اور پروپیگنڈا کرنا گو ایک حد تک مفید ہے۔ مگر اس میں نقصان کا بھی بہت احتمال ہے۔ خصوصاً فلموں کا غلط انتخاب بہُت ہی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ پھر فلم بھی ہر عمر کے بچوں کے جُدا ہونے چاہئیں پروپیگنڈا والی فلموں میں اگر بدی کی اشاعت کی بجائے نیکی کی اشاعت کی جائے۔ تو اس سے بچوں کے اخلاق پر بہُت اچھا اثر ہو۔ اور قوم کا اخلاقی معیار بھی بلند ہو سکتا ہے۔ اگر بدی کو روکنے والی فلموں کی بجائے نیکی کو قائم کرنے والی فلمیں دکھائی جائیں۔ تو نیکی خود بخود بدی کو دبا لے گی۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات یعنی نیکی بدی کو بھگا دیتی ہے پس بدی کو روکنے کے بجائے نیکی کے قیام پر زور دینا چاہیئے :

بدی کو روکنے والی فلمیں خود بدی پیدا کرنے کا موجب ہو رہی ہیں۔ اور یہ مغرب کے ماہرین کی باوجود علومِ جدیدہ کا علم بردار ہونے کے دعوے کے بدی کی سائیکالوجی سے عدم واقفیت کا نتیجہ ہے۔ کاش وُہ علم النفس کے استاد اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شاگردی حاصل کرتے جس نے علام الغیوب سے علم پاکر فرمایا:۔ لایحب اللہ الجھر بالسوء (قرآن کریم) کہ اللہ تعالےٰ بدی کی اشاعت پسند نہیں کرتا۔ حضرت مسیح موعُود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے:۔

"جس بدی کو مٹانا ہو۔ اس کی اشاعت کو روکو۔ اور جس نیکی کو قائم کرنا ہو۔ اس کو خوب پھیلاؤ"

سینما کے ذریعہ تعلیم دینے کا طریق نہ صرف بچوں کے جسم اور اعصاب کے لئے مضر ہے۔ بلکہ خود تعلیم کے مقصد کے بھی منافی ہے۔ تعلیم کی ایک غرض بچوں کو زبان سکھانا اور ان کی قوت بیانیہ کو نشو ونما دینا ہے۔ اس کے لئے عملی نمونہ بہُت ضروری ہے۔ کیونکہ بچے نقل کرکے ان باتوں کو سیکھتے ہیں۔ مثلاً زبان سکھانے کے لئے ہونٹوں کی خاص حرکات کی مشق ضروری ہے۔ اور قوت بیانیہ بڑھانے کے لئے اشارات اور حرکات کی بجائے زبان کا استعمال زیادہ کرانا چاہیئے۔ مگر ظاہر ہے۔ کہ سینما میں نہ صرف یہ دونوں باتیں مفقود ہیں۔ بلکہ اُلٹا نقصان ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس سے بچوں میں بے موقعہ اور بے معنی حرکات اور اشارات کرنے کی عادت راسخ ہو رہی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ ایسی حرکات اور تصنع انسان کے وقار کے منافی ہیں :

خاکسار

چودھری محمد شاہ نواز۔ از یوگنڈا

خلافت ثانیہ کے برکات

نیروبی کینیا کالونی میں ایک شاندار مسجد

سنہ ۱۹۲۵ء میں جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ایک لاکھ کی تحریک میں تمام دُنیا کے احمدی بڑی خوشی اور گرم جوشی سے حصہ لے رہے تھے۔ ایسٹ افریقہ کی محدُود جماعت نے بھی اس میں شمولیت کی سعادت حاصل کی تھی۔ حالانکہ اس سے تھوڑا عرصہ پہلے وُہ محض خداوند کریم کے فضل وکرم سے خاص نیروبی میں ایک احمدیہ مسلم ہال بہ قیمت ۱۶۵۰۰ شلنگ خرید چکے تھے :

اب دوسری خوشخبری یہ ہے۔ کہ اخویم محمد حسین صاحب بیرسٹرایٹ لار نے گورنمنٹ سے ایک نہایت عمدہ پلاٹ جس کی قیمت یقیناً دس ہزار شلنگ سے کم نہیں۔ اور بر لب سڑک ہونے کے لحاظ سے بہت ہی موزوں ہے حاصل کیا۔ جس کے متعلق ایک اعلان مع فہرست وعدہ ہائے چندہ الفضل جنوری سنہ ۱۹۲۹ء میں شائع ہو چکا ہے اس تحریک کے ماتحت ذمہ دار اصحاب بچند وجوہ کوئی عملی کارروائی نہ ہو سکی حتیٰ کہ گورنمنٹ کے شرائط کے بموجب بوجہ عدم تعمیر مسجد پلاٹ کے چھِن جانے کا وقت آپہونچا جس کی تشویش اور قلق قدرتی طور پر اخویم ملک محمد حسین صاحب بیرسٹرایٹ لار کو ہوا۔ اور ۲۴ نومبر سنہ ۲۹ء کو انہوں نے بہمراہی ڈاکٹر عبداللہ صاحب احمدی۔ ڈاکٹر سلطان علی صاحب۔ ماسٹر عبدالعزیز صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی۔ محمد حسین صاحب بٹ و عاجز کے چندہ فراہم کرنے کی کارروائی شروع کی۔ اور مسجد کی تعمیر کا کام اخویم محمد حسین صاحب بٹ کے سپرد کیا۔ جنہوں نے موقعہ کی نزاکت اور سلسلہ کی شان کے قیام کے لئے فوراً ہی یکم دسمبر سنہ ۲۹ء کو مسجد کا سنگِ بنیاد بموجودگی ممبران جماعت احمدیہ سید معراج دین صاحب اور سیٹھ عثمان یعقوب صاحب سے رکھوا دیا :

مسٹر محمد حسین صاحب بٹ نے جن کو کئی ایک بڑے مکانات بنوا لینے کا عمدہ تعمیر کا تجربہ ہے۔ محض خداوند کریم کے بھروسہ پر کام کرنا شروع کر دیا۔ اور دن رات ان تھک کوشش سے قلیل عرصہ کے اندر دیواریں تیار کر دیں ہماری دلی تمنا ہے۔ کہ مسجد احمدیہ کو ایسا خوبصورت بنایا جائے۔ کہ لوگ چھوٹی سی ایسٹ افریقہ کی احمدی جماعت کی شاندار قربانی کو دیکھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سلسلہ عالیہ کی شان کا اظہار ہو :

مگر افسوس کہ چندہ کی رفتار بہت سست اور اخراجات زیادہ ہو رہے ہیں امید ہے۔ کہ ایسٹ افریقہ کے احمدی احباب اس کار خیر میں مالی مشکلات کا سامنا نہ ہونے دینگے۔ اور مدد کرکے خداوند کریم سے اجر حاصل کرینگے :

اہلیہ صاحبہ محمد حسین صاحب بٹ نے ایک گھڑی خانہ مسجد کے لئے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جس کی قیمت کا اندازہ ۱۰۰۰ شلنگ ہے۔ احمدی خواتین میں یہ ایک قابل رشک مثال ہے۔ خدا اس کا اجر عظیم دے۔ میں بحیثیت محاسب انجمن احمدیہ نیروبی تمام احباب سے جنہوں نے وعدہ ہائے چندہ

۶- چندہ مسجد الفضل جنوری سنہ ۱۹۲۹ء میں کئے۔ نیز پریذیڈنٹ صاحبان جماعت احمدیہ ممباسہ۔ زنجبار۔ ٹانگا۔ نیرو... وائیہ جماعت احمدیہ کمپالہ۔ ڈاکٹر بدرالدین صاحب کجاڈو۔ ڈاکٹر امیت شاہ صاحب نیروبی سے

سلسلہ اشتہارات کے متعلق ضروری اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کا تحریر فرمودہ اشتہار بعنوان "ندائے ایمان ۱" ان احباب کی خدمت میں دفتر دعوۃ و تبلیغ سے روانہ کیا جا رہا ہے۔ جنھوں نے اس کے متعلق آرڈر دیئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ان احباب کو ان اشتہارات کے متعلق ایک مطبوعہ چٹھی بھی بھیجی جا رہی ہے جس میں سلسلہ اشتہارات کے متعلق نہایت ضروری ہدایات ہیں۔ چونکہ یہ ہدایات بھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریر فرمودہ ہیں۔ اور حضور نے فرمایا ہے کہ ان ہدایات کا ہر ایک جماعت یا فرد کو جو اشتہار طلب کرے۔ علم ہو جانا ضروری ہے اس لئے میں ان احباب کی اطلاع کے لئے شائع کر دیتا ہوں تاکہ جو احباب آیندہ اشتہارات کے متعلق آرڈر دیں۔ وہ ان کو پڑھ کر اور پورے غور کے بعد دیں۔ کیونکہ یہ کام دراصل احباب کی بہت بڑی ذمہ داری چاہتا ہے۔ ہدایات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) یہ سلسلہ اشتہار کا انشاء اللہ ماہوار ہوگا۔ اس لئے ہر ایک جماعت یا فرد اسی قدر اشتہار طلب کرے جسقدر کہ وہ ہر ماہ میں بآسانی منگوا سکے کیونکہ ایک دو ماہ منگوا کر چھوڑ دینا مفید نہیں ہوگا۔

(۲) اشتہار کو یونہی بے تحاشا تقسیم نہ کیا جائے بلکہ اس طرح تقسیم کیا جائے کہ (الف) جس قدر اشتہار طلب کئے ہوں ان میں سے ۲۰ فیصدی اگر ان کا مقام ریلوے سٹیشن ہے۔ تو ضرور ریل کے مسافروں میں تقسیم کریں۔ تاکہ دور دراز کے علاقوں تک اشتہار پہنچ جائے۔ (ب) ۵ فیصدی ضرور ہر وہ شخص جو اشتہار بانٹنے کو لے۔ اپنے رشتہ داروں کو دے۔ (ج) ۵ فیصدی اپنے دوستوں کو دے (د) بقیہ اشتہار مناسب طور پر شہر میں تقسیم کر دے۔

(۳) پوسٹر عموماً مساجد کے دروازوں۔ مندروں۔ گوردواروں۔ سراؤں وغیرہ کے دروازوں پر اور اگر لوگ وہاں اجازت نہ دیں تو ان کے قریب کسی جگہ پر اس طرح لگائے جائیں۔ کہ لوگ اچھی طرح پڑھ سکیں۔

(۴) جس قدر اشتہار کوئی جماعت طلب کرے۔ اسکی تعداد کے دس فیصدی کے برابر لوگوں کے ناموں اور پتوں سے دفتر میں اطلاع دے۔ اور یہ وہ لوگ ہونے چاہئیں۔ جو احمدیوں کے رشتہ دار یا دوست ہوں۔ اور جنھیں ہر اشتہار باقاعدہ پہنچانا ہو۔ تاکہ اندازہ لگایا جا سکے۔ کہ جماعت نے اشتہار صحیح طور پر تقسیم کیا ہے۔ اور یہ بھی دیکھا جا سکے۔ کہ متواتر اشتہار پڑھنے والوں پر اشتہاروں کا کیا اثر ہوا ہے۔

(۵) احباب جماعت سے امید کی جاتی ہے۔ کہ اشتہارات کے اثر کے متعلق وقتاً فوقتاً اطلاع دیتے رہیں۔ اور بتائیں۔ کہ ان اشتہارات کی تقسیم سے کس قسم کے خیالات لوگوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ تاکہ آیندہ اشتہارات میں ان خیالات کا بھی لحاظ رکھا جائے۔

یہ وہ ضروری ہدایات ہیں۔ جنھیں پڑھ کر خوب غور کے بعد احباب کو اشتہارات کے متعلق آرڈر دینا چاہیئے۔ اگر کوئی دوست ایک دو مرتبہ ہزاروں کی تعداد میں اشتہار منگوا کر پھر بند کر دے یا متواتر ہزاروں کی تعداد میں منگواتا چلا جائے۔ لیکن کام ان ہدایات کے مطابق نہ ہو۔ تو پھر چنداں فائدہ نہیں ہوگا۔ اس لئے خوب غور کرنے کے بعد احباب آرڈر بھیجیں۔

علاوہ ان ہدایات کے مفصلہ ذیل ہدایات کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ تاکہ خط و کتابت نہ کرنی پڑے۔ اور فوراً تعمیل کی جا سکے۔

(۱) ہر ایک اشتہار پوسٹر کی صورت میں کم شائع ہوگا۔ اور پمفلٹ کی صورت میں زیادہ۔ اس لئے آرڈر دیتے وقت احباب ۸۰ اور ۲۰ کی نسبت کو قائم رکھیں۔ مثلاً جو احباب ایک سو اشتہار کے لئے آرڈر دینا چاہیں۔ وہ ۸۰ پمفلٹ اور صرف ۲۰ پوسٹر طلب کریں اور اسی نسبت کو زیادہ تعداد کے لئے بھی ملحوظ رکھا جائے۔

(۲) جو احباب اشتہارات بذریعہ ریلوے پارسل منگوانا چاہیں۔ وہ صاف طور پر لکھیں۔ کہ کس ریلوے سٹیشن پر انکو پارسل روانہ کیا جائے۔ اس صورت میں پارسل کی بلٹی انکے نام وی پی کر دیجائے گی۔

(۳) جو احباب خود بذریعہ ریلوے پارسل اشتہارات بھیجنے کا آرڈر نہ دیں گے۔ ان کو اشتہارات کا وی پی پارسل بذریعہ ڈاک ملیگا۔ کیونکہ ریل میں مال خراب ہو جانے اور بعض اوقات ضائع ہو جانے یا کسی قدر دیر سے پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے جس کی ذمہ داری اس دفتر پر نہ ہوگی۔

(۴) قیمت اشتہارات بہر حال معہ محصول ڈاک پیشگی آنی چاہیئے۔ یا وی پی کرنے کی اجازت دیجائے۔ محصول ڈاک فی ہزار رجسٹری پارسل کی صورت میں اڑھائی روپے تک لگ جاتا ہے۔ اس لئے احباب کو پیشگی رقم ارسال کرتے وقت محصول ڈاک بھی ساتھ بھیجنا چاہیئے ورنہ مرسلہ رقم میں سے محصول ڈاک وضع ہو جائیگا۔ اور بقایا رقم کے اشتہارات بھیجے جائیں گے۔

(۵) چونکہ یہ سلسلہ اشتہارات کا ماہوار ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس کی ہدایات مذکورہ بالا سے ظاہر ہے۔ اس لئے جو احباب مستقل طور پر خریدار ہونا چاہیں وہ تحریر کریں۔ کہ ہر ماہ کس قدر اشتہارات انکو بھیجے جایا کریں۔

(۶) اشتہارات کے متعلق جو خطوط ارسال فرمائے جائیں۔ انہیں اور کوئی بات نہ لکھی جائے۔ ورنہ تعمیل اگر نہ ہو سکے۔ تو دفتر معذور ہوگا۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

سالانہ رپورٹیں جلد بھیجی جائیں

جماعتہائے احمدیہ (اندرون ہند) کے سکرٹری صاحبان تبلیغ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اپنی اپنی جماعت کی تبلیغی کارگزاری کے متعلق سالانہ رپورٹیں تیار کر کے ۲۰ مارچ تک دفتر میں بھیج دیں۔ تاکہ مجلس مشاورت کے لئے سالانہ رپورٹ تیار کی جا سکے۔ پچھلے سال بہت تھوڑی جماعتوں کی طرف سے سالانہ رپورٹیں آئی تھیں۔ باوجود اس کے کہ آخری ایام تک انتظار کیا گیا۔ اس سال تمام جماعتوں کو توجہ کرنی چاہیئے۔ ذمہ وار عہدہ داروں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ صرف ایک محکمہ تبلیغ ہی ہے جس کی رپورٹ غور اور توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سننے اور پڑھنے کا احباب کو اشتیاق ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ تبلیغی نقطۂ نگاہ سے ہمارا قدم کہاں تک آگے بڑھا ہے۔ اور جماعت نے کس جوش اور اخلاص سے اس کام کو دوران سال میں کیا ہے۔ اسلئے رپورٹیں ضرور تیار کر کے بھیجی جائیں۔ مگر یہ ملحوظ رہے کہ رپورٹیں لمبی نہ ہوں۔ بلکہ مختصر اور مطالب کے لحاظ سے جامع ہوں۔ رپورٹوں میں خصوصیت سے ان امور کو مدنظر رکھا جائے۔ (۱) تبلیغی نقطۂ نگاہ سے جماعت کی حالت گزشتہ سال سے کیسی ہی۔ اگر سستی ہوئی ہے تو اسکی کیا وجوہ ہیں اور اسکو رفع کرنیکا کیا علاج کیا گیا ہی۔ (۲) آیا جماعت کے ہر فرد نے باقاعدہ تبلیغ کے لئے وقت دیا ہے۔ اگر بعض نے نہیں دیا۔ تو اسکی کیا وجہ ہے اور ایسے احباب کو اس طرف توجہ دلانے کے لئے کیا ذرائع استعمال کئے گئے ہیں اور ان پر کیا اثر ہوا ہے (۳) کیا جن احباب نے تبلیغ کے لئے باقاعدہ وقت دیا ہے انہوں نے اپنے زیر تبلیغ بعض افراد کو مخصوص کیا ہوا تھا۔ یا ان کا حلقہ تبلیغ عام تھا۔ اگر عام تھا۔ تو کیوں انہوں نے بعض افراد کو تبلیغ کے لئے مخصوص نہیں کیا۔ اسمیں وہ کیا مشکلات بتاتے ہیں۔ (۴) تبلیغ امراء میں جماعت نے کیا کام کیا ہے (۵) تبلیغ اچھوت اقوام میں کیا کوشش ہوئی ہے۔ اور ہندوؤں اور سکھوں اور دیگر غیر مسلموں میں کس رنگ میں تبلیغ ہوئی ہے۔ اور اسکے کیا نتائج ہیں۔ (۶) اگر کسی جماعت نے دوران سال میں ایسی معاندانہ مخالفت کی ہو جو تبلیغ میں حارج ہوئی ہو۔ تو اس جماعت کا نام بتایا جائے۔ اور دیکھا جائے۔ کہ کون سے ذرائع سے اس جماعت نے مخالفت کی ہے۔ اور اس کا کیا انسداد کیا گیا ہے۔ (۷) اگر کسی جماعت نے کوئی تبلیغی اشتہار یا کتب مفت تقسیم کی ہوں۔ تو بتایا جائے۔ کہ وہ کس قدر قیمت کی تھیں (۸) کیا جماعت نے کوئی تبلیغی جلسہ سال دوران میں کیا ہے (۹) اگر کوئی مناظرہ کیا ہو تو بتایا جائے۔ کہ کس جماعت سے کیا گیا تھا۔ اور اسکے عام اثرات کیا تھے۔ (۱۰) نو مبائعین کی تعداد سال رواں میں کتنی ہی۔ (۱۱) کیا جماعت کی کوئی اپنی لائبریری ہے۔ اور اسمیں کتنی مالیت کی کتب ہیں۔ اور سال زیر رپورٹ میں اندازاً کتنے افراد نے اس سے استفادہ حاصل کیا ہے (۱۲) جماعت میں ایسے احباب کتنے ہیں جنہوں نے سال میں کم سے کم ایک شخص اپنی حیثیت کا داخل سلسلہ کرنے کا عہد کیا ہے اور کیا ایسے احباب کی فہرست دفتر دعوۃ و تبلیغ میں بھیجی گئی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں اور کب بھیجی جائیگی وغیرہ ذالک۔ مکرر تاکید ہے۔ کہ مطلوبہ رپورٹیں ۲۶ مارچ تک دفتر دعوۃ و تبلیغ میں پہنچ جانی چاہئیں۔ اسکے بعد موصول ہونیوالی رپورٹیں میری رپورٹ میں شامل نہ ہو سکیں گی۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

نمبر ۶۵ جلد ۱۷
اشتہارات
اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء
Digitized by Khilafat Library Rabwah
سات بے بہا تحائف
سُرمہ نور افزا (رجسٹرڈ)
یہ بے نظیر سرمہ قیمتی اجزاء سے مرکب ہے۔ بینائی کو قائم اور آنکھ کو مختلف عوارض سے محفوظ رکھنے میں یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھوں کے جملہ امراض۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ پھولا۔ خارش چشم۔ آنکھوں سے پانی آنا۔ لیس دار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سرخی۔ ابتدائی موتیابند وغیرہ۔ غرض کل امراض کا واحد علاج ہے۔ جو لوگ کثرت مطالعہ اور باریک بینی سے قوت بینائی کمزور کر بیٹھے ہوں۔ یا عینک کے عادی ہو کر قدرتی طاقت کو بیکار کر دیا ہو۔ انہیں اس سرمہ کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے۔ یہ سرمہ جملہ شکایات چشم دور کر کے آئندہ آنیوالے عوارض سے آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے۔ جنکی نظر روز بروز کمزور ہوتی ہو وہ اس سرمہ کے استعمال سے زائل شدہ طاقت کو بحال کر لیں اس بے نظیر سرمہ کے استعمال کے بعد انشاء اللہ آپکو پھر کسی اور سرمہ کی تلاش نہ رہیگی۔ قیمت فی تولہ دو روپیہ (عہ)
بے نظیر گولیاں طاقت کی
"حب رحمانی رجسٹرڈ"
یہ گولیاں عجائبات طب سے ہیں اور اپنے اندر بے اندازہ برقی اثر رکھتی ہیں طالبان صحت و تندرستی کیلئے ان کا استعمال ازبس ضروری اور لابدی ہے۔ حب رحمانی کشتہ سونا۔ کشتہ چاندی۔ کشتہ فولاد۔ موتی۔ زعفران۔ جدوار اور مشک سے مرکب ہے۔ قوت کیسی ہی کمزور پڑ گئی ہو۔ پٹھے اپنے کام سے جواب دے چکے ہوں۔ اور آرام و راحت کا مقابلہ تلخ زندگی سے ہو۔ ایسی حالت میں انشاء اللہ صرف "حب رحمانی" ہی ساتھ دیگی۔ حرارت غریزی کمزور ہو کر تمام بدن پر پژمردگی چھائی ہوئی ہو۔ اور کمزوری دل نے نیم جان بنا دیا ہو۔ تو ایسی حالت میں بالخصوص "حب رحمانی" ہی مفید ہوگی۔ غرض تمام جسم اور خصوصاً اعضائے رئیسہ کو قوت دیکر از سر نو تازگی پیدا کر دیگی۔ ان گولیوں کے فوائد عجیبہ اور اثرات غریبہ تحریر میں نہیں آ سکتے۔ صرف اس قدر لکھنا ہے۔ کہ یہ بے نظیر و نایاب تحفہ جسمانی مریضوں کیلئے آب حیات سے بڑھکر زندگی بخش ہے۔
قیمت "حب رحمانی" ایک ماہ چھ روپے (ما ؏)
حب راحت
عورتوں کی بیماری
یہ بات درست ہے۔ کہ جب تک ایام ماہواری بے قاعدہ ہوں۔ اولاد کا ہونا مشکل ہے۔ ہزاروں مستورات آئے دن اسی مشکل میں رہتی ہیں۔ کہ حیض کے دنوں میں بے قاعدگی ایام سے کم یا زیادہ دنوں میں حیض آتا ہے اور وہ بھی تھوڑا یا زیادہ آتا ہے۔ جی متلانا۔ تمام بدن میں تکلیف ہونا۔ سر چکرانا۔ پھوڑے پھنسی۔ خرابی خون۔ حمل کا نہ ٹھیرنا۔ ان تکالیف سے بچنے کے لئے ہماری تیار کردہ "حب راحت" استعمال کریں۔ انشاء اللہ ایام ماہواری کی تکلیف سے نجات ہوگی قیمت دوائی حب راحت ایک ماہ (ما ؏)
حبّ مقوی اعصاب
فولاد کی گولیاں
یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد۔ ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے۔ چست و توانا بنانے رنگ سُرخ کرنے اور دماغ کے لئے خاص علاج ہیں:
قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ (عہ)
محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ
جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہو۔ یا بچے مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا اور اطبا اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کیلئے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا گولیاں اکسیر کا حکم رکھتی ہیں آپکی یہ گولیاں بہت ہی مقبول مجرب اور مشہور ہیں۔ اور ان انہیر گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھر پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ توانا تندرست اور اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔
قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ)۔ شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً گیارہ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا
تریاق زعفرانی
تریاق زعفرانی خدا کے فضل سے امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ اعضائے رئیسہ خواہ کیسے ہی کمزور ہوں۔ نسیان ہو۔ معدہ کمزور ہو۔ دل دھڑکتا ہو۔ کمزوری جگر کی وجہ سے بدن میں خون کم ہو۔ رنگ زرد ہو۔ سر چکراتا ہو۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا آ جاتا ہو۔ طاقت کمزور پڑ گئی ہو۔ وغیرہ غرض امراض مندرجہ بالا نے زندگی دوبھر کر دی ہو۔ اور نشاط زندگی کو بے لطف کر دیا ہو۔ تو تریاق زعفرانی کا استعمال انشاء اللہ نہایت مفید اور آرام پہنچانے کا موجب ہوگا۔
قیمت فی ڈبیہ (ع؎)
خدا کی نعمت
نرینہ اولاد
۱۹۱۰ء میں خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نور الدین صاحب نے میری شادی کرائی بعد ازیں میرے گھر یکے بعد دیگرے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ چونکہ مولوی صاحب تمام مخلوق کیلئے رحمت تھے تو آپ میرے ساتھ مہربانی فرماتے۔ کیونکہ ۱۹۰۲ء سے میں نے آپکے پاس رہنا شروع کیا تھا۔ آپ مجھے پڑھاتے اور شفقت فرماتے رہے۔ ایک روز طب کا سبق پڑھاتے ہوئے مجھ سے فرمایا۔ "میاں بچے! تمہارے گھر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ بیماری ہے۔ یہ نسخہ بنا کر استعمال کرو۔ خدا کے فضل سے لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ عجیب علاج ہے۔" میں نے خیال نہ کیا۔ پھر میرے گھر میری لڑکی تولد ہوئی۔ تب میں نے آپکی بتائی ہوئی دوائی استعمال کی۔ اسکے استعمال کے بعد خدا کے فضل سے تین لڑکے ہوئے۔ میں نے اپنے کئی دوستوں کو یہ دوائی کھلائی۔ انکے ہاں بھی اللہ تعالیٰ نے نرینہ اولاد عطا فرمائی۔ جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو۔ یہ دوائی منگا کر استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے اولاد نرینہ ہوگی۔ قیمت چھ روپے آٹھ آنے (۶/۸)
پتہ: عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

مفرح یاقوتی

یاقوت یشک۔ جدوار مروارید۔ مرجان عنبر زعفران وغیرہ قیمتی ادویات کا مرکب۔

دماغی۔ جسمانی۔ اعصابی کمزوری کا فوری علاج کردہ۔

مفرح یاقوتی آپ کی ہر قسم کی دماغی جسمانی اور اعصابی کمزوری کو دور کریگی۔ یہ کمزور اور ناتوان۔ مرد۔ عورت اور بچہ کیلئے اکسیر زندگی ہے۔ روح کو فرحت اور قلب کو تقویت پہنچاتی ہے۔ تمام دماغی کام کرنیوالوں کیلئے اس سے بہتر دوا مشکل ملیگی۔ بڑھاپے کیلئے آبحیات ہے۔ عورتوں میں ایام ماہواری کی بیقاعدگی۔ کمی بیشی وغیرہ زچہ اور بچہ دونوں کیلئے پیام صحت اور دافع شفا ہے۔ حفاظت حمل اور بچوں کی حفاظت کیلئے صافی صحت ہے۔ ضعیفوں اور حاجتمندوں کیلئے کسی موسم کی تخصیص نہیں۔ وبائی امراض طاعون وغیرہ کے دنوں میں مفرح یاقوتی ایک تریاق کا کام دیتی ہے۔ انسان وبا کے اثر سے باذن اللہ محفوظ رہتا ہے۔ ہر گھڑی اور ہمیشہ پاس رکھنے کی چیز ہے۔ طبیب اعظم حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نور الدین اور دیگر تمام مشہور ڈاکٹروں اور حکیموں کی تصدیق کردہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ پانچ تولہ جو ایک ماہ کیلئے کافی ہے پانچ روپے

ملنے کا پتہ

حکیم محمد حسین مرہم عیسٰے بیرون دہلی دروازہ احمدیہ مبارک منزل لاہور سے طلب کرو۔

شربت فولاد

شربت فولاد:۔ جو کہ فولاد۔ کچلا سنکھیا اور دیگر بہت سی ادویہ کا ایک لذیذ اور خوشگوار شربت ہے۔

شربت فولاد:۔ عورتوں کی خاص بیماریوں مثلاً عام کمزوری۔ رنگ کا زرد پڑ جانا۔ اور ہسٹریا کے لئے ازحد مفید ہے۔

شربت فولاد:۔ مرض الٹھرا کا بہت بڑا دشمن ہے۔

شربت فولاد:۔ ایام حمل میں استعمال کرنے سے بچہ تندرست اور خوبصورت پیدا ہوتا ہے

شربت فولاد:۔ کے میٹھا ہونے سے ہر ایک عورت شوق سے استعمال کرتی ہے

شربت فولاد:۔ کا ایک چھوٹا چمچہ دن میں تین مرتبہ بعد غذا استعمال کریں

شربت فولاد:۔ کی ساٹھ خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے محصول ڈاک ۸ر

تیار کردہ:۔ فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

زندہ کرامات

بے اولاد احباب توجہ فرمائیں

دنیا میں اکثر احباب داغ حسرت رکھتے ہوئے لاولد فوت ہو جاتے ہیں۔ اور اولاد جیسی نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور اپنی قسمت کے شاکی ہوتے ہیں۔ اس مرض کے تدارک کیلئے خاکسار کو ایک نسخہ خلیفۃ المسیح اول جس میں دعا اور دوا دونوں نہاں ہیں۔ دستیاب ہوا ہے۔ اور اس قدر موثر ثابت ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹروں اور حکیموں کا لاعلاج مریض تین ماہ کے عرصہ میں اپنے گوہر مقصود کو حاصل کر لیتا ہے۔

ہدیہ بصیغہ وی پی ۔ ۸ر پیشگی صرف ۸ر المشتہر

خاکسار محمد سعید احمدی ورنیکلر ٹیچر مڈل سکول ڈھنڈ تحصیل ترنتارن۔ براستہ چک مکند ضلع امرتسر

مجھے رشتہ کی ضرورت ہے

دو احمدی لڑکیوں کیلئے جو ورنیکلر مڈل پاس کر چکی ہیں۔ اور اب نارمل ٹریننگ اسکول میں داخل ہونیوالی ہیں۔ علاوہ ترجمۃ القرآن و کتب حضرت مسیح موعود عربی فارسی انگریزی بھی پڑھتی ہیں۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکے احمدی میانہ تعلیمیافتہ برسر روزگار یا کاروبار صوبہ یوپی۔ دہلی۔ یا قادیان کے رہنیوالے ہوں۔ لڑکیوں کی عمر ۱۶ اور ۱۴ سال ہے۔ خط و کتابت بعد تصدیق مقامی سیکرٹری پتہ ذیل پر ہونی چاہئے۔

بمقام تحصیل سودھا ضلع ہمیرپور یوپی ۔ محمد بشیر الدین گرداور قانونگو

نقشہ ذیل میں

وہ سب گھڑیاں درج ہیں۔ جو دسمبر ۱۹۲۹ء کے الفضل میں کئی بار چھپ چکی ہیں۔ اور جلسہ سالانہ پر مقامی اور بیرونی احباب نے بشوق دیکھیں۔ اور خریدیں۔ ہر آرڈر کی گھڑی پوری احتیاط بمعہ ضروری ہدایات اور منصفانہ ذمہ داری سے بھیجی جاتی ہے۔

نمبر	ہوبہو ویسٹ اینڈ مگر قیمت قریباً نصف	نکل کیس	چاندی کیس	گولڈن
۱	کلائی کی کوئن اینی سائز جولو ندار	[illegible]	.	[illegible]
۲	سلیدار کے سائز کی جولو ندار	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۳	کیپ سیک کے سائز کی جولو ندار	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴	جیبی مچھلی کے مانند ۱۶ سائز جلو ندار	[illegible]	[illegible]	.

۵ اوپر کی ہر ایک گھڑی کی ہم شکل مگر جنیوا چال قیمت پانچ روپے و چھ روپے۔

۶ ٹائم پیس جرمنی بڑا الارم ۷ ریڈیم ۸ معہ ڈبل گھنٹی ملکہ ... بی سادہ ...

۷ سوئس یا ویسٹ اینڈ امریکن کلاک و ٹائم پیس کا علیحدہ معلوم کریں۔

المشتہر:۔ حافظ سخاوت علی پروپرائٹر احمدیہ واچ ایجنسی شاہجہانپور یوپی

طب ہومیوپیتھی کی مکمل اور نایاب و نادر تصنیف

"پیام صحت" رجسٹرڈ (مشتمل بر دو جلد)

جلد اول:۔ دربارہ تشریح جسم انسانی و افعال الاعضا حفظان صحت۔ فلسفہ طب ہومیوپیتھی۔ طریق تشخیص امراض۔ طریق دواسازی۔ خواص الادویہ۔ ضخامت ۷۰۰ صفحات۔ تصاویر و نقشہ جات زائد از دو صد قیمت آٹھ روپے۔ علاوہ محصول ڈاک۔

جلد دوم:۔ دربارہ علم العلاج۔ علامات و اسباب مرض تشریح العلامات دایہ گری۔ و طبی لغات ضخامت گیارہ سو صفحات قیمت بارہ روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

رعایت:۔ ہر دو کے خریدار سے صرف اٹھارہ روپیہ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ:۔ ہومیوپیتھک میڈیکل ہال چھاؤنی فیروزپور

اخبارات کے ریویو۔ نامور اطبا کی آراء۔ مضامین مندرجہ کی تفصیل مفت طلب کریں۔

وصیت

نمبر ۴۰۸۸:۔ میں غلام احمد ولد چوہدری محمد دین صاحب مرحوم قوم جٹ پیشہ زمینداری عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لکرالی ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷ر دسمبر ۱۹۲۹ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ (۳) میری موجودہ جائداد ۱۷ کنال اراضی واقع موضع لکرالی و ٹبی خورد ہے جسکی قیمت ۵۰۰ ہے اسوقت میری کوئی اور آمد نہیں۔ برسر روزگار ہونے پر میں اپنی ماہوار آمدنی کا بھی تازیست ۱/۱۰ حصہ دیا کرونگا۔ (نوٹ) سطر ۵ میں بعض الفاظ میں نے قلمزن کر کے اپنے دستخط کر دیئے ہیں۔ العبد چوہدری غلام احمد متعلم ایم۔ اے کلاس۔ بقلم خود۔ گواہ شد۔ فضل احمد ... آئی

بے روزگاروں کو مژدہ

جس کی فی زمانہ ملک میں ضرورت ہے۔ وہ کٹ پیس کی تجارت ہے جس سے ہر مرد۔ عورت تھوڑے سے سرمایہ سے بھی کافی منافع حاصل کر سکتا ہے چنانچہ ہم نے چھوٹے بیوپاریوں کے فائدے کو مد نظر رکھتے ہوئے نمونہ کی گٹھڑیاں بنائی ہیں یعنی اس میں ۴۰ پونڈ ٹریکولین۔ مکسڈ۔ سرو متفرق قسم فی پونڈ ۱۲ر۔ کل للعہ مخمل ایک پونڈ للعہ مخمل ایک پونڈ اعلے پانچ روپیہ ۳ گز مخمل ریشمی ٹے (دو گز سے زائد کا ٹکڑا) پھولدار خوشنما سلک فی ٹکڑا ۱۵ گز ۱۰ فی گز لعہ فی ٹکڑا ۹ گز پھولدار چائنا سلک قیمت ۴ آنے ۱۴ روپے۔ کل قیمت ۱۲۶ روپے ۱۰ آنے

کرایہ مال گاڑی کا پورا۔ اور سواری گاڑی کا نصف بذمہ ہوگا۔

اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی

پوسٹ بکس نمبر ۶۹۵ بمبئی

ہندوستان کی خبریں!

—— بڑودہ ۸ فروری۔ ریاست کی لیجسلیٹو اسمبلی کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں اس مسودہ قانون پر بحث کی گئی۔ کہ کثرت ازدواج مستوجب سزا قرار دی جائے۔ اور ہندو عورت کو شوہر سے طلاق حاصل کرنے کا حق حاصل ہو۔ دیوان نے اس قانون پر غور کرنے کے لئے نو ارکان کی ایک کمیٹی مقرر کر دی۔

—— ملتان ۱۰ فروری۔ بلدیہ ملتان نے ایک خاص اجلاس میں واٹر ٹیکس اور ہوس ٹیکس کی وصولی ماہ مارچ کے اخیر تک ملتوی کر دی۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ مسافروں اور دوسرے محصول لارنے کے نفاذ سے خسارہ پورا کرنے کی تجاویز سوچی جائیں اس سلسلہ میں جو مقدمات دائر ہیں۔ وہ واپس لے لئے جائیں لہذا ہڑتال بند ہو گئی۔ اور کام کاج شروع ہو گیا ہے۔

—— سیاحت یورپ کے دوران میں امان اللہ خان نے برلن میں پچاس ساٹھ لاکھ مارک کا مال خریدا تھا۔ اور رشین کریڈٹ کمپنی سے اس مال کی خرید کے لئے روپیہ قرض لیا تھا۔ اس کمپنی نے اعلان کیا ہے۔ کہ افغانستان کی جدید حکومت نے اس مال کو وصول اور واجب الوصول رقم ادا کرنے کی ذمہ داری لے لی ہے۔

—— کچھ دن ہوئے۔ یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ سابق مہاراجہ اندور کی امریکن بیوی رانی سر مشٹھا دیوی (سابق مس ملر) نے طلاق حاصل کر لی ہے۔ لیکن اب اس خبر کی تردید ہو گئی ہے۔

—— گذشتہ دس سال میں ڈیڑھ ارب سے زیادہ کی چاندی ہندوستان میں آئی ہے۔ جس کی قیمت مبلغ ۸۰ روپیہ فی سو تولہ تھی۔ مگر آج اس کا بھاؤ ۴۸ روپیہ فی ۱۰۰ تولہ ہو گیا ہے۔ اور اس طریق پر ہندوستان کو کروڑوں روپیہ کا نقصان پہونچ چکا ہے۔

—— لاہور ۱۱ فروری۔ ہائیکورٹ نے غازی عبدالرحمٰن حکیم سکندر خضر اور سردار اجیت سنگھ کو جنہیں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ امرتسر کی عدالت سے بغاوت کے جرم میں مختلف میعاد کی سزائیں ہوئی تھیں۔ بری کر دیا۔

—— نئی دہلی ۱۰ فروری۔ دہلی کے ممتاز رئیس مسٹر دیوان چند ٹھیکیدار کی وفات کے صدمے سے حواس باختہ ہو کر ان کی بیوی نے ریوالور سے اپنے اوپر فائر کر لیا۔ ڈاکٹر فی الفور طلب کئے گئے۔ حالت اطمینان بخش ہے۔

—— لدھیانہ ۱۱ فروری۔ مقدمہ احمد گڑھ ٹرین ڈکیتی کی سماعت آج سشن جج لدھیانہ کی عدالت میں شروع ہو گئی ملزموں نے کمرہ عدالت میں داخل ہوتے وقت "انقلاب زندہ باد" "آزادی کے بغیر امن و امان نہیں ہو سکتا" کے نعرے لگائے۔

—— سرینگر کشمیر ۹ فروری۔ برف باری کے بعد سردی شدت سے پڑ رہی ہے۔ تمام سیال اشیاء یخ بستہ ہو گئی ہیں۔ برف پتھر سے زیادہ سخت ہو گئی ہے۔ موضع ترال کے بالکل برف میں دب جانے کی خبر آئی ہے۔ تین آدمی سردی سے اکڑ گئے۔ شہر میں چلنا بہت دشوار ہو گیا ہے۔ ۱۰ فروری کو درجہ حرارت ۳۰° تھا۔

—— گنٹور ۱۰ فروری۔ ٹاؤن ہائی سکول کمیٹی نے سائنس بلاک کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے گورنر کو دعوت دی تھی۔ اس کارروائی کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر سکول کے طلبا نے ہڑتال کر دی۔ اور سکول کے باہر پکٹنگ کر رہے ہیں۔

—— گوجرانوالہ۔ ملک لعل خان وائس پریذیڈنٹ کو کمیٹی کی رکنیت سے الگ کرنے کے خلاف اظہار ناراضگی کے لئے چھ ممبروں نے استعفے دیدیئے ہیں۔

—— میرٹھ ۱۲ فروری۔ مقدمہ سازش میرٹھ میں تین انگریز گواہوں کی شہادتیں قلمبند ہوئیں۔ سکاٹ لینڈ یارڈ کے سراغ رسان اور سرکاری فوٹوگرافر نے وہ فوٹو شناخت کئے جو اس نے اتارے تھے۔

—— بمبئی ۱۰ فروری۔ آج بمبئی کارپوریشن نے ایک قرارداد منظور کر لی ہے۔ جس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہ آٹھ سال سے کم عمر کی گائیں ذبح کرنے کی قانوناً ممانعت کر دی جائے۔

—— مالیر کوٹلہ ۱۱ فروری۔ لارڈ ارون نے ایک دعوت کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے ریاست مالیر کوٹلہ کی ان خدمات کی جو جنگ میں سرانجام دی گئی تھیں۔ تعریف و توصیف کی۔

—— نئی دہلی ۱۱ فروری۔ آج اسمبلی میں سر جیمز کریرار نے ڈھاکہ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے فساد کے متعلق استفسار کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ "فساد کی وجہ کئی سو ہندو طلبا کا طریق عمل ہے۔ جنہوں نے ایک مسجد کے سامنے جس میں چند مسلمان ادائے نماز کے لئے جمع تھے۔ شور و غل مچایا۔ اور آزادی کے پرزور نعرے بلند کئے۔ اور آخر مسجد پر حملہ کر دیا"۔

—— امرتسر ۱۲ فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ قصبہ ظفروال کی موجودہ صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کی جانب سے وہاں بارہ کنسٹیبل اور ایک سب انسپکٹر پولیس تعینات کر دیا گیا ہے۔

ممالک غیر کی خبریں!

—— مکہ معظمہ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ سلطان ابن سعود نے ملک معظم جارج پنجم کو ایک خاص یادداشت ارسال کی۔ جس میں اس واردات کے متعلق جو یروشلم میں مسجد اقصیٰ پر کی گئی۔ اپنا نظریہ بیان کیا تھا۔ ملک معظم نے سلطان کو اپنے ہاتھ سے اس یادداشت کا جواب لکھ کر بھیجا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ امید ہے۔ آپ یہ سن کر خوش ہونگے۔ کہ ہنگاموں کے دوران میں کسی بد طینت کی رسائی حرم شریف تک نہیں ہوئی۔

—— بغداد کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ فیصل الدویش کو انگریزوں نے جنگی جہاز میں سوار کر کے ہندوستان بھیج دیا ہے۔

—— لندن ۱۰ فروری۔ فری پریس کو معلوم ہوا ہے۔ کہ سائمن کمیشن کی رپورٹ کے شائع ہونے کے بعد علد ارل رسل کو نائب وزیر ہند کے عہدہ سے سبکدوش کر دیا جائیگا۔

—— لندن ۱۰ فروری۔ پارلیمنٹ میں مسٹر تھرٹل کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے کہا۔ کہ مسٹر سبھاش چندر بوس اور اس کے رفقا کی سزایابی کے متعلق اس وقت تک کچھ نہیں بتایا جا سکتا جب تک سشن جج کا فیصلہ موصول نہ ہو جائے۔ مسٹر تھرٹل نے دوسرا سوال کیا۔ کہ ہندوستان میں جمہوری طرز حکومت کی اشاعت کو جرم قرار دیا جائے گا۔ یا نہیں۔ مسٹر ویجووڈ بین نے کہا۔ کہ اس سوال کا جواب وائسرائے ہند کی اس تقریر میں موجود ہے۔ جو انہوں نے ۲۷ جنوری کو اسمبلی میں پڑھی تھی۔

—— لندن ۱۰ فروری۔ دارالعوام میں یہ سوال کیا گیا۔ کہ روس اور برطانیہ میں سیاسی تعلقات کی تجدید کے بعد ہندوستان میں بالشویک کا پروپیگنڈا جاری ہے۔ یا بند ہو گیا۔ وزیر ہند نے جواب دیا۔ کہ تجدید تعلقات کے بعد اس قسم کی کوئی اطلاع حکومت ہند کی طرف سے نہیں موصول ہوئی۔

—— طہران ۱۰ فروری۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ امان اللہ خان نے جرمنی کی طیارہ ساز شرکت کے ساتھ کو طیارے بہم پہونچانے کا جو چہل سالہ معاہدہ کیا تھا۔ نادر شاہ نے اس کی تصدیق کر دی ہے۔

—— لاہور ۱۳ فروری۔ جسٹس مرزا ظفر علی صاحب کے پنشن پر جانے کی وجہ سے مسٹر شیخ عبدالقادر صاحب بیرسٹر عدالت عالیہ لاہور کے ایڈیشنل جج مقرر ہوئے ہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا

18.2.30

افریقہ میں تبلیغ اسلام

گورنمنٹ کالج میں دعوت

۱۸ دسمبر ۱۹۲۹ء کو بمقام آکرا جو گولڈ کوسٹ کا دارالسلطنت ہے۔ ایک گورنمنٹ کالج میں خاکسار مدعو تھا۔ بہت سے معززین بلائے گئے تھے۔ ایک ٹی پارٹی تھی۔ کئی لوگوں سے تعارف ہوا۔ جو انشاء اللہ تبلیغ میں ممد ہوگا۔ میرے ایک دوست نے جو تھیاسوفسٹ ہیں۔ لوگوں سے تعارف کرایا۔ ایک یورپین لیڈی سے بوقت ملاقات میں نے ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا۔ طلباء ایک قسم کا ڈرامہ دکھلا رہے تھے۔ کہ مغرب کا وقت ہو گیا۔ میں اپنے رفقاء سے اجازت لے کر ایک طرف نماز میں مشغول ہو گیا۔ اگلے روز میرے تھیاسوفسٹ دوست مسٹر اٹیکو میرے مکان پر آئے۔ اور عورتوں سے مصافحہ نہ کرنے پر اعتراض کرنے لگے۔ میں نے اسلامی حکم کی حکمت بیان کی۔ اور اسلام میں عورت کے حقوق کا تذکرہ کیا۔ بفضلہ انہوں نے تسلیم کیا۔ کہ واقعی عورتوں سے مصافحہ کرنا مخرب اخلاق ہے ؛

احمدیوں کا جلسہ

۲۳ دسمبر ۱۹۲۹ء اشانٹی میں ایک جگہ فومینا میں اپنے احباب کا جلسہ تھا۔ جس میں بد رسوم سے پرہیز زکوٰۃ کی فرضیت وغیرہ امور کی طرف توجہ دلائی گئی۔ ایک پبلک لیکچر دیا۔ بعد میں سوالات کئے گئے جن کے جوابات تسلی بخش سمجھے گئے۔ شہر کے اعلےٰ طبقہ میں سے دو اصحاب ملنے کے لئے آئے۔ اور ایک لمبی ملاقات کی۔ جس میں تمام عیسائی عقائد کا رد کیا گیا۔ ان میں سے ایک اسلام کے بہت قریب ہیں۔ بعد ازاں ایک جگہ اکیر وکیری گیا۔ ایک پبلک لیکچر دیا۔ غیر مسلم اصحاب نے ایک پونڈ سے کچھ زیادہ چندہ دیا۔ میرے مکان پر آٹھ عیسائی ملنے کے لئے آئے۔ ان کے سوالات کے جو عیسائیت کے متعلق تھے۔ جوابات دیئے گئے ؛

عربی ٹیچر

احباب یہ سنکر خوش ہونگے۔ کہ ڈائرکٹر آف ایجوکیشن کی طرف سے اس امر کی اجازت آگئی ہے۔ کہ ہم سکول میں عربی کے لئے ایک ٹیچر لگا سکیں۔ امید ہے۔ کہ اب اس کی گرانٹ بھی ملے گی ؛ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہمارے عقاید کا چرچہ ہو رہا ہے۔ وہ دن دور نہیں۔ کہ عیسائیت کو شکست فاش ہو۔ اور اسلام کا روئے زمین پر بول بالا ہو ؛

درخواست دعاء

میری صحت خراب رہتی ہے۔ دعا کی درخواست ہے۔ والسّلام

خاکسار نذیر احمدؐ مبلغ گولڈ کوسٹ۔ ۸ جنوری ۱۹۳۰ء

تلاش نسخہ بندہ کو پیشاب کے ساتھ گردہ سے چربی بکثرت آتی ہے۔ اور پیشاب بھی بار بار آتا ہے۔ کوئی احمدی ڈاکٹر یا طبیب مجرب نسخہ تجویز فرما کر للہ بھیجدیں۔

خاکسار قریشی فیاض علی احمدی مقام سراوہ ضلع میرٹھ

دعائے مغفرت منشی اللہ دتا صاحب گوکھووال۔ ضلع لائل پور۔ حاجی محمد عمر الدین صاحب ڈنگوی۔ بابو نصیر احمدؐ صاحب پوسٹل کلرک منٹگمری کی ہمشیرہ اور میاں محمد الدین صاحب ساکن ادرحماں فوت ہو گئے ہیں احباب ان سب وفات یافتگان کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں ؛

اخبار احمدیہ

ضروری اعلان اکثر احباب روپیہ ارسال کرتے وقت کوپن منی آرڈر میں اپنا پتہ تحریر نہیں فرماتے۔ اور بعض اگر لکھتے ہیں۔ تو نہایت شکستہ حروف میں ہوتا ہے۔ اس لئے جو رسیدات ایسے مشکوک پتوں پر بھیجی جاتی ہیں۔ یا تو ضائع ہو جاتی ہیں یا واپس آتی ہیں۔ اس لئے اس نقص کو رفع کرنے کے لئے احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ روپیہ ارسال کرتے وقت کوپن منی آرڈر میں اپنا پورا پتہ صاف الفاظ میں تحریر فرمایا کریں۔ محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

حساب کتاب کی صفائی "جو روپیہ صدر انجمن احمدیہ کی کسی مد کا کوئی شخص بہ تعلق کاروبار انجمن وصول کرے گا۔ وہ پورے کا پورا مطابق قواعد خزانہ انجمن میں داخل کر لے گا۔ اور سوائے اس کے کہ مجلس معتمدین نے اس کے کسی حصے کے خرچ کرنے کے متعلق اسے کوئی اختیار دیا ہو۔ اسے یہ اختیار نہ ہوگا۔ کہ وصول کردہ روپیہ کو یا اس کے کسی حصہ کو خرچ کرے۔ گو وہ خرچ انجمن کے کسی کاروبار کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔ صدر انجمن احمدیہ کے اس قاعدے کے ماتحت کسی مبلغ یا محصل یا کسی دوسرے دورہ کنندہ کو اختیار نہیں ہے۔ کہ وہ مرکزی چندوں کا روپیہ وصول کر کے اپنے اخراجات میں لائے۔ اگر کسی ایسے دورہ کنندہ کو دوران سفر میں روپیہ کی ضرورت ہو تو اپنے ناظر کے ذریعہ مجلس معتمدین سے منظوری حاصل کر کے کسی جماعت سے روپیہ حاصل کر سکتا ہے۔ کسی جماعت کو بھی یہ اجازت نہیں ہے۔ کہ وہ مرکزی چندوں میں سے کسی کو قرض دے۔ اگرچہ ایسا قرض انجمن کے کاروبار کے لئے ہی کیوں نہ ہو۔ جب تک کہ اس کے پاس ایسا قرض دینے کے لئے مجلس معتمدین کی منظوری نہ پہونچ جائے۔ اگر کوئی عہدیدار یا دوسرے احباب کسی دورہ کنندہ کو مرکزی چندوں سے نہیں۔ بلکہ اپنی ذاتی جیب سے قرض دیں۔ تو اس کے وصول کرنے کے وہی ذمہ وار ہونگے۔ مرکزی دفاتر پر ایسی رقم کے وصول کرنے کی ذمہ واری نہ ہوگی۔ اور اسی طرح ذاتی جیب سے قرض دی ہوئی رقم چندہ میں منتقل کرنے کا ان کو کوئی حق نہیں ہے ؛

پس جماعتوں اور افراد کو چاہیئے۔ کہ ہر قسم کے مرکزی چندے براہ راست بذریعہ ڈاک ارسال فرمائیں۔ تا وقت پر داخل ہو سکیں۔ اور حسابات میں پیچیدگی نہ پڑے ؛ ناظر بیت المال قادیان

انجمن احمدیہ انجمن احمدیہ گھوڑیالہ کے جو امسال نئی قائم ہوئی ہے حسب ذیل کارکن منتخب ہوئے:۔ (۱) چوہدری امام الدین صاحب پریذیڈنٹ (۲) چوہدری عبد اللہ صاحب سکرٹری تبلیغ (۳) میاں رمضان صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت (۴) چوہدری فقیر محمدؐ صاحب نمبردار سکرٹری مال ؛

درخواست ہائے دعاء (۱) میاں احیاء الدین صاحب پشاوری انڈین ملٹری کالج کے کمپٹیشن امتحان میں اعلےٰ نمبروں پر پاس ہوئے ہیں مسلمانوں میں سے آپ اول نمبر پر ہے۔ انٹرویو میں بھی اول رہے۔ ٹریننگ کے لئے عنقریب انگلینڈ جائیں گے۔ احباب ان کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ اکمل۔ ۲۔ بندہ کی امتحان میں کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار عزیز احمدؐ کنجاہ ۳۔ منشی حبیب الرحمٰن صاحب اور میاں خدا بخش ولد غلام محمدؐ صاحب پٹواری الیانی اور عبد المجید خاں صاحب امین آباد خوؔ اور منشی عبد الغفور صاحب کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں۔ احباب ان سب بیماروں کے لئے دعا ئے

اعلان نکاح قاضی فضل الٰہی صاحب ریٹائرڈ سٹیشن ماسٹر کی لڑکی مسعودہ بیگم کا نکاح قاضی عبد المجید صاحب خوشنویس کے ساتھ بعوض مہر مبلغ ۵۰۰ روپے ہوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔ قاضی عبد العزیز گجرانوالہ ؛

ولادت ؛ قاضی اکمل صاحب کے خط سے یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی۔ کہ جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

ہندوستان کی موجودہ حالت پر ایک نظر

مسلمانوں کے غور کے لئے

ہندوستان اس وقت سخت ہنگامہ خیزی اور کش مکش کے دور سے گذر رہا ہے۔ اور ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ جنہیں مدنظر رکھتے ہوئے ہر دانشمند کا فرض ہے۔ کہ اپنے مستقبل کے متعلق غور و تدبر سے کام لے۔ ملک کے اندر آئے دن بم پھینک کر اور ڈاکے ڈال ڈال کر عوام الناس کو مرعوب کیا جا رہا ہے۔ حتےٰ کہ وائسرائے ہند کی سپیشل کو تباہ کرنے کی ناپاک اور مجنونانہ کوشش کی گئی۔ حکومت کا تختہ الٹ دینے کے لئے سازش کے کئی مقدمات جاری ہیں۔ باغیانہ اور انقلاب انگیز لٹریچر کی اشاعت ہو رہی ہیں۔ اور اس طرح حکومت برطانیہ کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا جا رہا ہے۔ جا بجا ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ مزدور اور سرمایہ داری کی جنگ بھی ایک نہ ایک دن ہندوستان میں ہو کر رہے گی۔

یہ صرف وہ چند ایک باتیں ہیں۔ جو ظاہر ہو گئیں۔ ورنہ خدا معلوم خفیہ اور پوشیدہ طور پر کیا کچھ ہونے کی طیاریاں شروع ہیں واقعات پیش آمدہ کا جو حصّہ کسی نہ کسی طرح ظاہر ہو گیا ہے۔ وہ خود اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ یہ سب کچھ کون کر رہا ہے۔ خدا کا فضل ہے کہ مسلمانوں کا دامن بہت حد تک ان بہیمانہ افعال سے پاک ہے۔ اور ہم کسی پر الزام نہیں لگاتے۔ لیکن یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے۔ کہ یہ سب کچھ ہندو بھائیوں کی طرف سے ہو رہا ہے۔ جس سے ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ حکومت کو مرعوب کر کے اس تسلط و اقتدار کو جو انہیں ملک کے اندر حاصل ہے۔ اور جس میں سے مسلمان اپنا حصّہ مانگ رہے ہیں۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیں۔ اور زیر سایہ برطانیہ ہندوستان میں حکومت کریں۔

اس کے علاوہ مسلمانوں سے اپنی قوت و طاقت۔ اور سطوت و جبروت کا لوہا منوا لینے اور انہیں خوف زدہ کر کے حق رسی کے لئے آواز بلند کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ نظامِ حکومت یا ملکی اقتدار میں سے مسلمانوں کو کچھ دے دینا تو خیر بڑی بات ہے۔ انہیں مذہب کے ابتدائی اور معمولی حقوق سے بھی محروم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ہندو ریاستوں کو تو چھوڑو۔ حکومت برطانیہ کی حدود کے اندر صرف پنجاب میں سینکڑوں ایسے مقام ہیں۔ جہاں ایک مسلمان کو اتنی اجازت بھی نہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا نام ذرا بلند آواز میں لے کر دوسرے بھائیوں کو اس کی عبادت کے لئے بلا سکے۔ یعنی اذان سے بجبر روکا جاتا ہے۔ ذبیحہ بقر کی بنا پر مخلوق خداوندی کو بے دریغ موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ پھر بلاوجہ اور بلاسبب آئے دن کسی نہ کسی جگہ مسلمانوں پر حملے کر کے اپنی قوت و طاقت کی نمائش کی جاتی ہے۔

ادھر تو یہ کچھ ہو رہا ہے۔ اور دوسری طرف ہندوؤں کے معزز افراد قانون کی پیچیدگیوں میں الجھا الجھا کر مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اور اپنی ہوشیاری سے حکومت کو بھی اپنا معاون بنا لیتے ہیں۔ سارداایکٹ کو تمام مسلمانوں کی چیخ و پکار کے باوجود پاس کر کے مسلمانوں کے اندر خواہ مخواہ ہیجان و اضطراب کا تلاطم پیدا کر کے ان کی قوتِ عمل کو ضائع کر دیا گیا۔ اور تعمیر قوم کے لئے ان کی جد و جہد کے راستہ میں روک پیدا کر کے ان کا رخ دوسری طرف پھیر دیا گیا۔ اور معاً بعد ذبیحہ بقر کی ممانعت کے لئے ایک مسودہ پیش کر دیا گیا۔ اور ابھی مسلمان خدا خدا کر کے اس کے خوف سے آزاد ہوئے تھے۔ کہ آریہ میرج بل کا شوشہ چھوڑ دیا گیا۔ اور خدا معلوم اس کے ذریعہ کیا قیامت بپا کی جائے گی۔

بے شک عدل و انصاف کا راستہ ترک کرنا اور مذموم ذرائع کو اختیار کرنا ایک قابل ملامت فعل ہے۔ اور ہندوؤں کی تو ان کوششوں میں جہاں تک جبر و تعدی اور بے انصافی کا دخل ہے۔ ہر شخص کا انسانی فرض ہے۔ کہ ان کی مذمت کرے۔ لیکن چونکہ ہر قوم کا فرض ہے کہ اپنی تعمیر و ترقی اور ترفہ و ترفع کے لئے جد و جہد کرے۔ اور اس کے لئے حتے المقدور کوشاں ہو۔ اس لئے ہندوؤں کی یہ کارروائیاں مسلمانوں کے لئے اپنے اندر درس عبرت اور سامان بصیرت رکھتی ہیں۔ ہم نے بارہا توجہ دلائی ہے۔ اور اب پھر یہی کہتے ہیں۔ کہ ہنود تعداد۔ دولت و مال۔ تعلیم و تربیت۔ اثر و رسوخ۔ سیاسی غرضیکہ ہر پہلو سے مسلمانوں سے بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں۔ لیکن باایں ہمہ ان کی کوششیں کیا ہیں۔ ان کے ارادے کس قدر بلند ہیں۔ ان کے حوصلے اور ان کی ہمت کس قدر وسیع ہے۔ اور پھر وہ ان کو جامۂ عمل میں لانے کے لئے کیا تدابیر اور تجاویز کر رہے ہیں ان کا ادنےٰ اور بالکل معمولی سا خاکہ سطور بالا میں پیش کیا گیا ہے مسلمان ان کا مطالعہ کریں۔ اور بغور مطالعہ کریں۔ پھر اپنے انتشار۔ اپنی اقتصادی پستی۔ تعلیمی کمزوری۔ اور سیاسیات میں پسماندگی پر نظر ڈالیں اور بتائیں۔ وہ زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ یا نہیں۔ اور اگر رہنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے انہیں کس قدر جوش۔ ایثار۔ یک جہتی اور دلی توجہ سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اور پھر سوچیں۔ کہ اس کے لئے انہوں نے کیا انتظام کیا۔ یا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

"اہلحدیث" کی کج فہمی

"اہلحدیث" ۷ فروری "مرزا صاحب کا فلسفۂ اخلاق" کے عنوان سے لکھتا ہے:-

"معلمین اخلاق نے بالاتفاق اس سے منع کیا ہے۔ کہ کسی کی عیب جوئی یا برائی کا اظہار کیا جائے۔ بلکہ جہاں تک ہو۔ پردہ پوشی سے کام لیا جائے۔ یہ ہے۔ کمال اخلاق۔ لیکن مرزا صاحب کا فلسفۂ اخلاق یہ کہتا ہے۔ کہ جو کچھ کسی میں عیب ہو۔ اس کو ظاہر کرنا برا نہیں۔ اس کو اس عیب سے موسوم یا مخاطب کرنا مثلاً اندھے کو اندھا اور کانے کو کانا۔ حرامی کو حرامی۔ بدمعاش کو بدمعاش کہنا اخلاق فاضلہ کے خلاف نہیں"

یہ سراسر دروغ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کہیں نہیں لکھا۔ کہ آزار رسانی کے طور پر کانے کو کانا۔ حرامی کو حرامی کہنا اخلاق فاضلہ ہے۔ لیکن اگر کسی وقت کسی امر واقعی کا بیان مقصود ہو۔ آزار رسانی مقصود نہ ہو۔ تو کسی چور کو چور کہنا ہرگز بداخلاقی نہیں کہلا سکتا۔ مثلاً ایک جج یا مجسٹریٹ کا کسی چور کو مخاطب کر کے کہنا۔ تم چور ہو۔ تم کو یہ سزا دی جاتی ہے۔ بداخلاقی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ کہ مجسٹریٹ جب کسی پر فرد جرم لگائے۔ تو اس کے جرم کا اظہار کرے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مخالفین کی گالیوں کے جواب میں جہاں سخت الفاظ لکھے ہیں۔ وہ آزار رسانی کے طور پر نہیں۔ بلکہ اپنے منصب جلیل حَکم و عَدل اور مسیح موعود ہونے کی حیثیت سے استعمال کئے ہیں۔ ہر کس فرض کے

کو یہ حق حاصل نہیں۔ کہ وہ چور کو چور۔ بدمعاش کو بدمعاش کہے۔ صرف مجسٹریٹ اور جج کہہ سکتا ہے۔ اور اس کو بداخلاقی نہیں کہا جائیگا۔ ابتداً تمام الہامی کتب اور حضرات انبیاء علیہم السّلام کا یہی طریق رہا ہے۔ کہ وہ اپنے مخالفین کے متعلق سخت الفاظ ہمیشہ استعمال کرتے رہے ہیں۔ لیکن آزار رسانی کے طور پر نہیں بلکہ بحیثیت مجسٹریٹ فردِ جرم لگاتے رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیحؑ نے یہودیوں کے معزز فقیہوں اور فریسیوں کو سؤر اور کتے کے نام سے پکارا اور گلیل کے عالی مرتبہ ہیرودیس کا نام لومڑی رکھا۔ اسی طرح حضرت مسیحؑ نے یہودیوں اور ان کے علما کو کہا۔ تم حرامزادے ہو۔ حرام کار ہو۔ شریر ہو۔ بدذات ہو۔ بے ایمان ہو۔ احمق ہو۔ ریاکار ہو۔ شیطان اور جہنمی ہو۔ سانپ ہو۔ سانپوں کے بچے ہو۔ پس حضرت مسیح کا یہود کو یہ کہنا امر واقعی کے طور پر تھا۔ اسی طرح قرآن شریف نے جابجا کفار اشرار کے عیبوں کا اظہار کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ ھمّاز۔ نمیم۔ مناع للخیر۔ معتد۔ عتل۔ زنیم۔ تو یہ بھی گالی کے طور پر نہیں۔ بلکہ ایک جج کی حیثیت سے امر واقعی کا اظہار کیا ہے۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت جو اہلحدیث نے نقل کی ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ کہ حاکمانہ حیثیت میں بدمعاش کو بدمعاش کہنا بداخلاقی یا گالی نہیں۔ ورنہ اگر ہر حالت میں "کسی کی عیب جوئی یا برائی کا اظہار" کرنا بداخلاقی ہے۔ تو قرآن شریف کے متعلق کیا کہا جائیگا۔ جس میں جابجا کفار کی عیب شماری کی گئی ہے۔

ہندوؤں کا مسلمانوں سے سلوک

ہندوؤں کی کوشش ہے۔ کہ ہندوستان میں مخلوط انتخاب کا طریق جاری ہو جائے۔ لیکن مسلمان اسے اپنے تجربہ کی بنا پر اپنے لئے مضرت رساں یقین کرتے ہیں۔ ہندوؤں کا فرض تھا۔ کہ اگر وہ دیانتداری سے مخلوط انتخاب کو ہندوستان کی ترقی کا ذریعہ یقین کرتے ہیں۔ تو ہر ممکن کوشش کر کے مسلمانوں کو اس امر کا یقین دلا دیتے۔ کہ اس طریق کا نفاذ ان کے لئے کسی نقصان کا موجب نہیں ہوگا۔ اور اگر کسی نظام میں ہندوؤں کی کثرت بھی ہو جائے۔ جب بھی مسلمانوں کے ساتھ کوئی ظلم نہیں کیا جائیگا۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ انہوں نے ایسا طرزِ عمل اختیار کر رکھا ہے۔ جو مسلمانوں کو اس سے اور بھی بدظن کئے جاتا ہے۔

جبل پور میونسپلٹی میں مخلوط انتخاب کا طریق رائج ہے اور ہندو ممبر تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ . . . . وہاں جو کچھ مسلمانوں پر گذری۔ وہ ضلع کے ذمہ دار افسر یعنی ڈپٹی کمشنر جبل پور کی زبانی سُن لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جتنے محرر میونسپلٹی کے آفس سے برخاست کئے گئے۔ وہ تقریباً سب کے سب مسلمان تھے۔ اور جو لوگ میونسپلٹی کے ذمہ وار عہدہ دار تھے۔ وہی لوگ فرقہ وارانہ جذبات میں گرفتار ہو کر فسادات پیدا کرنے کا باعث تھے۔ اور یہ ایسی حقیقت ہے۔ کہ پوشیدہ نہیں رکھی جاسکتی۔ . . . . جب مسلمانوں کے ساتھ ظلم کیا گیا۔ تو انہوں نے میرے پاس درخواست کی۔ جس کو میں نے میونسپلٹی آفس میں بھیج دیا۔ لیکن مہینوں تک ان کی درخواستوں پر کوئی غور و خوض نہیں کیا گیا۔ اور جب فیصلہ بھی ہوا۔ تو مسلمانوں کے خلاف۔"

یہ ہے۔ ڈپٹی کمشنر ضلع جبل پور کی رپورٹ جس پر کمشنر علاقہ نے لکھا ہے۔ "میں تمام واقعات کی تصدیق کرتا ہوں"

ہم اپنے ہندو بھائیوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ جہاں ان کا بس چلے۔ اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ یہی کچھ کرتے رہیں گے۔ تو بتایا جائے۔ مسلمان مخلوط انتخاب کی حمایت کیونکر کر سکتے ہیں۔ جس میں ہندوؤں کا تمام انسٹی ٹیوشنز پر قابض ہونا بہت حد تک یقینی ہو جائے گا۔ اگر وہ اپنے اقتدار اور تسلط میں انصاف و عدل کو قائم رکھتے۔ تب بھی ممکن تھا مسلمان مخلوط انتخاب کی حمایت سے دریغ نہ کرتے۔ لیکن ایسی مثالوں کو دیکھتے ہوئے اپنی جداگانہ حیثیت کو قائم رکھنے کی کوشش نہ کرنا ایسی حماقت ہے۔ جس کے ارتکاب کی توقع کسی ہوشمند سے نہیں کی جاسکتی۔

کانگریس کا انقطاع اور مسلمان

گاندھی جی نے اپنے اخبار "ینگ انڈیا" ۳۰ جنوری میں وائسرائے ہند کی ایک تقریر پر تنقید کرتے ہوئے گیارہ مطالبات پیش کئے ہیں۔ جن کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"اگر وائسرائے ہندوستان کی ان سہل الحصول اور لازمی ضروریات کو پورا کر دیں۔ تو ان کے کان میں سول نافرمانی کی دلخراش صدا نہ پڑیگی۔ اور کانگریس صفائی قلب کے ساتھ ہر ایسی کانفرنس میں شریک ہونے پر آمادہ ہو جائیگی۔ جس میں مطالبات پیش کرنے اور خیالات ظاہر کرنیکی کامل آزادی ہو۔"

اگر کانگریس کے لئے اپنے حقوق منوائے بغیر گول میز کانفرنس کا بائیکاٹ کرنا جائز اور حق ہے۔ تو مسلمانوں کا اپنے واجبی حقوق منوائے بغیر کانگریس کا انقطاع کرنا کیوں جائز نہیں؟

ملاپ کی بے ہودہ سرائی

آریہ اخبار ملاپ جو لغو نگاری میں اپنی نظیر نہیں رکھتا اشاعت ۱۰ فروری میں لکھتا ہے۔

"جب تک شاردا ایکٹ کے خلاف واہی تباہی لکھنے کا موقعہ تھا۔ مرزائی بہت بڑھ چڑھ کر لکھتے رہے۔ لیکن اب جب سے جمعیۃ العلماء نے اس ایکٹ کے خلاف سول نافرمانی کا نام لینا شروع کیا ہے۔ الفضل لکھتا ہے۔ بھائیو! ہم شاردا ایکٹ کو مداخلت فی الدین نہیں سمجھتے۔ اور اس کے خلاف سول نافرمانی کرنے کے حق میں نہیں۔ مرزائیوں کا تازہ اعلان صاف بتاتا ہے۔ کہ یہ لوگ مرد میدان نہیں۔"

کوئی شخص یہ ثابت نہیں کر سکتا۔ کہ الفضل نے کبھی ایک بار بھی شاردا ایکٹ کو مداخلت فی الدین لکھا۔ اور اس کے لئے سول نافرمانی کرنے کو جائز قرار دیا ہو۔ ہم جس بنا پر روزِ اول سے مخالف ہیں۔ اس پر اب تک قائم ہیں۔ باقی ہر پڑھا لکھا انسان جانتا ہے۔ کہ ہم قانون شکنی کو عقیدۃً ناجائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے سول نافرمانی کی ہم سے توقع ہی نہیں کی جاسکتی۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا ملاپ کی اس لغویت کے کیا معنے ہیں۔ کہ "مرزائی پھر کھسکے"۔

ہمارے مرد میدان نہ ہونے کی بھی ایک ہی کہی۔ مرد میدان تو ماشاءاللہ خوشحال چند ہیں۔ جنہوں نے ایک معمولی سے مقدمہ میں ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ کر رہائی حاصل کرلی ہے۔

صوبہ بہار کے سجادہ نشینوں کی کانفرنس

۲۷ جنوری ۱۹۳۱ء کو بمقام پٹنہ صوبہ بہار کے سجادہ نشینوں اور مشائخ و علماء کی ایک بزم مشاورت قائم ہوئی جس میں طے کیا گیا ہے۔ کہ انسداد الحاد و زندقہ کا مقابلہ کرنے کے لئے سجادہ نشینوں اور مشائخ و علماء کی عملی زندگی میں تغیر پیدا کیا جائے۔

مسلمانوں کا وہ طبقہ جو سجادہ نشین اور مشائخ و علماء کے نام سے موسوم ہوتا ہے۔ مسلم قوم کے لئے جس درجہ نقصان رساں ثابت ہوا ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ لاکھوں کروڑوں جاہل مسلمان ایسے لوگوں کی شفاعت و کرامت پر بھروسہ کر کے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اور کچھ کرنے کا نام نہیں لیتے۔ اور پھر غریب مسلمانوں کی کمائی کا بھی بیشتر حصہ ان لوگوں کی تن آسانیوں کی نذر ہو جاتا ہے۔ اس لئے صوبہ بہار کے سجادہ نشینوں میں بیداری اور اپنی زندگی میں تغیر پیدا کرنے کا فیصلہ واقعی

قابلِ قدر اور ملک کے دوسرے حصص کے سجادہ نشینوں کے لئے قابل تقلید ہے +

عجیب بات ہے۔ کہ ان لوگوں کو کام کرنے کے لئے صرف "انسداد الحاد" کا میدان ہی نظر آرہا ہے۔ جس سے خطرہ ہے۔ کہ اس کے پردہ میں مسلمانوں کے درمیان افتراق کی آگ کو اور بھڑکا دیا جائے گا۔ انسداد ارتداد یا اشاعت اسلام کا خیال معلوم نہیں انہیں کیوں نہ آیا ؛

یو۔پی میں ہندو راج

معاصر "انقلاب" ۱۳ فروری نے ایک فہرست شائع کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صوبجات متحدہ کے ۴۸۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں میں ۴۳۔ چیئرمین ہندو۔ اور صرف پانچ مسلمان ہیں۔ اور میونسپل کمیٹیوں میں مسلمانوں کی تعداد ۱۴ اور ہندوؤں کی ۳۴ ہے۔ جسے دیکھ کر کہنا پڑتا ہے۔ کہ یو۔ پی کے ہندوؤں کو تو سوراج حاصل ہوگیا ہے۔ کیونکہ سوراج کے یہی معنے ہیں۔ کہ عملاً سرکاری انسٹی ٹیوشنز پر قبضہ ہو جائے۔ اور ہم اپنی مرضی و منشا کے مطابق سب کام انجام دے سکیں۔ اور یو۔ پی کے ہندوؤں کو یہ پوزیشن حاصل ہے ؛

مسلم لیگ کا جلسہ

بہت عرصہ تک غافل رہنے کے بعد شکر ہے۔ مسلم لیگ پھر بیدار ہوئی۔ اور ایک اجلاس مسٹر جناح کے زیر صدارت بمقام دہلی منعقد کیا ؛

موجودہ سیاسی پیچیدگیوں اور غیر مسلموں کی طرف سے اسلامی حقوق کے غصب کرنیکے ارادوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس وقت تحفظ حقوق المسلمین کے لئے سخت جدوجہد کی ضرورت ہے۔ اس لئے مسلم لیگ کی یہ بیداری مسرت انگیز اور مبارک ہے۔ ساری کارروائی تو اس وقت ہمارے پیش نظر نہیں۔ لیکن حاضر "ہمت" سے معلوم ہوا ہے کہ لیگ نے سنٹرل سائمن کمیٹی کی سخت مذمت کی ہے۔ اور صوبہ سرحد میں اصلاحات کے نفاذ پر زور دیا ہے۔ اور ساتھ ہی وائسرائے کے اعلان کا خیر مقدم کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے۔ کہ گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نیابت کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔ اور کسی فرقہ یا انجمن کو غالب نمائندگی نہ دی جائے۔ یہ تمام مطالبات نہایت معقول ہیں۔ اور ہمیں امید رکھنی چاہئے۔ کہ لیگ ان کو عملی صورت میں دیکھنے کے لئے اپنے تمام ذرائع اور تمام طاقت صرف کر دے گی ؛

اشارات

ہندوستان میں چونکہ انگریزی زبان ذریعہ تعلیم قرار پا چکی ہے۔ اس لئے باوجودیکہ ہندوستان کے شرفاء اور مہذب مجالس میں یہی زبان مستعمل ہے۔ پھر بھی انگریزی خواں طبقہ اس سے عام طور پر تہی دامن نظر آتا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ بعض اچھے خاصے تعلیم یافتہ گریجوایٹ معمولی اردو الفاظ سے محض ناآشنا دیکھے گئے ہیں ہمیں ایک فورتھ ایر سٹوڈنٹ کا ایک مراسلہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جس میں "انا للہ وانا علیہ راجعون" لکھا تھا۔ ایک صاحب جو سیکنڈ ایر میں تعلیم پاتے ہیں۔ دلدار کو دُلدار کہا کرتے تھے ؛

پنجاب میں بعض ایسی سوسائٹیاں قائم ہیں۔ جو اس زبان کی نہایت ہی بیش بہا خدمت کر رہی ہیں۔ اور ان کی متواتر اور ان تھک کوششوں کی بدولت اس صوبہ میں اُردو زبان روز بروز زیادہ مقبول ہوتی جا رہی ہے۔ نوجوانوں میں اردو علم ادب کے متعلق زیادہ سے زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے اور انگریزی دان طبقہ میں بھی نہایت اعلےٰ درجہ کے زباندان پیدا ہو رہے ہیں ؛

ہم ایسی تمام سوسائٹیوں اور افراد کی ان خدمات کی جو وہ زبان اُردو کو فروغ دینے کے لئے کر رہے ہیں۔ قدر کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی انہیں ایک ایسے خطرہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں جس کا اگر سدباب نہ کیا گیا۔ تو ان کی کوششوں کے نتائج بہت زیادہ امید افزا نہیں نکلینگے۔ اور اردو کی ترقی کو بہت نقصان پہونچے گا ؛

یہ خطرہ ہندو اخبارات کا وجود ہے۔ جو کہنے کو تو اُردو میں شائع ہوتے۔ اور اس کی اشاعت میں مدد دینے والے ہیں۔ لیکن ان میں اُردو کی وہ مٹی پلید کی جاتی ہے۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ کسی ہندو اخبار کا کوئی پرچہ اٹھا لو۔ اور کوئی صفحہ الٹ کر دیکھ لو۔ ہمارے اس بیان کی تصدیق میں بلا دقت کئی ثبوت اور شواہد نظر آجائیں گے۔ ایک تو ہر سطر میں کم از کم نصف الفاظ کسی غیر معروف زبان (غالباً ہندی یا سنسکرت) کے ضرور ہی ٹھونسے جاتے ہیں۔ اور پھر جو الفاظ خالص اُردو کے استعمال کئے جاتے ہیں۔ ان میں ایسی اصلاح کی جاتی ہے۔ کہ بس مردہ الفاظ میں جان ڈال دی جاتی ہے۔ چند ایک مثالیں ملاحظہ ہوں۔ آریہ گزٹ (یکم فروری) "مالا بار اور مدراس پرانت میں اچھوتوں کی دردشا" کے عنوان سے لکھتا ہے :-

"ان بیچاروں کی دردشا کا ورنن کرتے ہوئے میری لیکھنی کانپتی ہے۔ ...... آتر بھارت میں انیک سبھائیں روپیہ جمع کر رہی ہیں ...... ایک برس کی ستھاپنا کی اودھی سبھا نے بڑھا دی ہے ...... اگر کوئی دانی مہاشے سنستھا میں مدراس سمل پرانت کے نمت کچھ دان ٹریکٹوں کے لئے دینا چاہیں"

"پرکاش" ۹۔ فروری لکھتا ہے :-

"رشی دیانند نے آریہ سماج کی ستھاپنا اس لئے کی۔ کہ بھارت نہیں بسنسار بھر میں وید کا پرچار ہو۔ وہ وید جو سرشٹی کے آرمبھ میں منش کو دیا گیا۔ جس میں منش دھرم کے تمام پہلوؤں پر پرکاش ڈالا گیا ہے۔ جو منش کا منش سے منش کا دوسرے پرانیوں سے اور منش کا پرماتما سے جو ویوہار ہونا چاہیئے۔ اس کو ورنن کرتا ہے جس کے سدہانتوں کو اپنے جیون میں دھارن کئے بنا کوئی ویکتی منش جنم کے ادیش کو پورن نہیں کر سکتا .... پراچین بھارتیہ ساہتیہ بتاتا ہے"

ایک اور مضمون کا عنوان ہے :-

"ماتا کے رِن سے اُرن ہونے کی پرارتھنا"

بتائیے۔ یہ اخبار اردو اخبار ہیں۔ لیکن کیا کوئی اردو دان دعوےٰ کر سکتا ہے۔ کہ وہ اس اُردو کو سمجھنا تو درکنار پڑھنے کی بھی اہلیت رکھتا ہے ؛

اخبار "تیج" ۱۰۔ فروری لکھتا ہے :-

"راج شاہی کے موجودہ ڈسٹرکٹ جج مسٹر لوزن ہی چودھری کے متعلق ...."

اس میں "لوزن ہی" کے الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔ دو تین روز ہوئے۔ "پرتاپ" نے لکھا تھا۔ کہ اب امان اللہ خاں ایران میں "قیامت گزین" ہونگے۔ غرضیکہ کہاں تک لکھا جائے ان اخبارات کا ہر ایک لفظ اُردو کے لئے پیام موت سے کم نہیں۔ اس لئے جو افراد یا مجالس ترقی اُردو کے لئے کوشاں ہیں۔ انہیں اس خطرہ سے بے نیاز نہیں ہونا چاہیئے ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

اسلام کی تعلیمات پر پوری طرح عمل کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۷ر فروری سنہ ۳۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میرا منشاء تھا۔ کہ آج ایک ایسے امر کے متعلق جو میرے

پہلے خطبہ کے نتیجہ میں

پیدا ہوا تھا۔ بعض باتیں تفصیلاً بیان کرتا۔ لیکن غور کے بعد میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اُسے رمضان کے دنوں میں ملتوی کر دوں۔ لیکن ایک اور بات ہے۔ جو انہی دنوں میرے کان میں پڑی۔ اور جو اسی قسم کی افواہوں میں سے ہے۔ جیسی بعض لوگ قادیان میں مشہور کرنے کے عادی ہیں۔ یہاں بعض لوگوں نے یہ طریق اختیار کر رکھا ہے۔ کہ جب میرے متعلق کوئی بات کہنے کی وُہ جرأت نہیں کر سکتے۔ تو دُوسرے کارکنوں سے منسوب کر کے بیان کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح وُہ اس

گرفت اور جذبہ حقارت

سے محفوظ رہتے ہیں۔ جو میرے خلاف غلط بیانیاں سُنکر مخلصین ظاہر کرتے ہیں۔ چونکہ یہ رویہ اور طریق محض جماعت میں فتنہ پیدا کرنے کے لئے اختیار کیا جاتا ہے۔ اور چونکہ متواتر ایسی باتیں سُنکر

جماعت کے اخلاص کی رُوح

کو دھکا لگتا ہے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا ہے۔ کہ ایسی تمام اخبار کو جمع کر کے ان کی تفصیل سے جماعت کو آگاہ کر دیا کروں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ ایک دروغگو کے لئے یہ کافی سزا ہے۔ کہ اس کے متعلق لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ ڈنڈے یا اور کسی قسم کی دوسری سزا سے بدرجہا بہتر ہے۔ کہ عوام کو پتہ لگ جائے۔ کہ فلاں شخص نے

دیدہ دانستہ افترا

کیا۔ اور جھوٹ بولا ہے۔ پچھلے ہفتہ مجھے متعدد اس قسم کے خطوط لوگوں کی طرف سے موصول ہوئے ہیں۔ جنہوں نے لکھا ہے۔ کہ مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے سلوک سے تنگ آکر ماسٹر محمد الدین صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول نے استعفیٰ دیا ہے۔ میں اُن لوگوں کے نام تو ابھی نہیں بتاتا۔ جنھوں نے یہ خبر مشہور کی۔ اور پہلے یہ رعایت ہی رکھتا ہوں۔ لیکن پھر بھی ایسے لوگوں نے جن کے سامنے ایسی دروغ بیانی کی۔ وہ تو کم از کم معلوم کر لیں گے۔ کہ فلاں شخص نے جھوٹ بولا؛

بے شک ماسٹر محمد الدین صاحب نے استعفیٰ دیا ہے۔ لیکن اس کی وجہ درد صاحب کی بدسلوکی نہیں۔ بلکہ

کسی کے سلوک

کو بھی اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں فی الحال اس وجہ کے متعلق تو کچھ بیان نہیں کرتا۔ اس کے متعلق میں بعض تحقیقاتیں کر رہا ہوں۔ اور بعض مسائل کے متعلق مجھے اپنے علماء سے مشورہ بھی کرنا ہے۔ اور اس کے بعد اگر ضرورت ہوئی۔ تو میں اس وجہ کو بھی بیان کر دُونگا؛

میرے پاس چونکہ یہ اطلاع پہونچی۔ اور کسی شخص کے استعفیٰ اور اس کے وجوہات کی خبر چونکہ خود اسے اور اس کے دوستوں کو ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے پہلا احتمال یہ تھا۔ کہ یہ خبر خود ماسٹر صاحب نے مشہور کی ہو۔ چنانچہ میں نے انہیں ایک رقعہ لکھوایا کہ ایسی ایک خبر مشہور ہو رہی ہے۔ جس کے متعلق مجھے یقین ہے۔ کہ جھوٹ ہے۔ آپ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اور اس میں آپ کا کیا دخل ہے۔ یہ چٹھی پرائیویٹ سکرٹری کے نام سے بھیجی گئی تھی اس کے جواب میں ماسٹر صاحب نے جو خط لکھا۔ اس کے پہلے حصّہ کو تو میں ظاہر نہیں کرتا۔ کیونکہ اس سے اصل وجہ پر روشنی پڑتی ہے جو حصّہ درد صاحب کے متعلق ہے۔ وُہ سُنا دیتا ہوں۔ ماسٹر صاحب لکھتے ہیں:۔ "مجھے آپ کا رقعہ ابھی روزہ افطار کرنیکے بعد ملا ہے جسمیں آپ نے حضور صاحب کی طرف سے لکھا ہے۔ کہ میں لکھوں۔ کہ آیا میں نے درد صاحب کی کسی بدسلوکی کی وجہ سے ہیڈ ماسٹری سے استعفا دیا ہے۔ یہ امر بالکل غلط ہے۔ درد صاحب میرے ساتھ نہایت ہمدردی اور عزت سے پیش آتے رہتے ہیں۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔ کہ میرے وہ کونسے خیر خواہ ہیں۔ کہ جو بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ ہو۔ وہ میری طرف منسوب کریں۔ میں پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر رقعہ لکھنے والوں نے یہ بات لکھی ہے۔ کہ میں نے درد صاحب کی کسی بدسلوکی کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔ تو یہ صریح جھوٹ ہے۔ اللہ گواہ ہے"؛

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ خبر انہوں نے تو مشہور نہیں کی۔ اس لئے ظاہر ہے۔ کہ ان کے دوستوں یا دوست نما دشمنوں پر اس کی ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ اور جن لوگوں نے یہ خبر سُنی ہے وُہ بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ کہ انہیں سنانے والے

جھوٹے اور مفتری

ہیں۔ چونکہ یہ خبر عورتوں، مردوں اور مدرسہ احمدیہ و ہائی سکول کے طالب علموں، سب کے ذریعہ سے مجھے پہونچی ہے۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے بغرض پروپیگنڈا مشہور کیا گیا ہے۔ اور خاص کوشش و ذرائع سے کام لے کر قادیان کے ہر گوشے میں پہونچایا گیا ہے؛

مجھے چونکہ سب واقعات معلوم ہیں۔ اس لئے میں ان کی بناء پر شہادت دیتا ہوں کہ یہ جھوٹ ہے۔ ماسٹر صاحب کی تردید کے بعد ہمیں ان کے متعلق بدظنی کا کوئی حق نہیں۔ پس جس شخص نے یہ بات اڑائی ہے۔ محض نظام سلسلہ میں رخنہ ڈالنے کے لئے ایسا کیا ہے۔ ہم اس غلط خبر کو غلط فہمی کا نتیجہ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اتنی لمبی بات جس میں پُورا واقعہ بیان ہو۔ کبھی غلط فہمی سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہ جھوٹ اور افتراء ہے۔ ہاں اگر درد صاحب سے انہیں کوئی اختلاف ہوتا۔ تو پھر بھی ہم کہہ سکتے تھے۔ کہ انہوں نے اختلاف کہا ہو گا۔ جسے سُننے والے نے بدسلوکی سمجھ لیا۔ اور ہر جگہ آپس میں اختلاف ہُوا ہی کرتے ہیں۔ اور

اختلاف کی بناء

پر بعض اوقات ماتحت استعفیٰ بھی دے دیتے ہیں۔ لیکن اس استعفیٰ میں تو اختلاف کا بھی کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے اس کی بنیاد یقیناً افتراء پر ہے۔ غلط فہمی اسے ہرگز نہیں کہا جا سکتا؛

پس جن لوگوں نے اس بات کو سُنا۔ وُہ سمجھ لیں۔ کہ ان کو سُنانے والے جھوٹے اور مفتری ہیں۔ اس طرح اگرچہ میں نام تو نہیں لیتا۔ لیکن پھر بھی بہت لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ فلاں شخص مفتری اور جھوٹا ہے۔ اور بغیر نام لئے ہی اس کے جھوٹ سے بہت سے لوگ آگاہ ہو سکتے ہیں۔ اصل معاملہ کے متعلق ابھی بعض شرعی مسائل طے کرنے ہیں۔ جس کے بعد اگر ضرورت ہوئی۔ تو میں ظاہر کر دوں گا؛

اس کے بعد میں جماعت کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم میں سے بعض ایسے ہیں۔ جن کو جھوٹ بولنے اور افتراء کرنے کی عادت ہے۔ اور میں نے بھی

پورے طور پر تنبیہ

کر لیا ہے۔ کہ چاہے۔ وُہ کتنا ہی شور مچائیں۔ اور لوگوں کو اُبھاریں قطع نظر اس سے کہ میری جان۔ خلافت بلکہ سلسلہ ہے یا نہ رہے مَیں ان کے پول کو ضرور کھول دُونگا۔

سلسلہ کا قیام

بھی سچ کے لئے ہی ہے۔ اور اگر سچائی جو اصل مقصد ہے۔ فوت ہو جائے۔ تو پھر کسی بھی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لئے بہر حال جھُوٹ اور شرارت کو کھولا جائے گا۔ پہلے میں اتنا لحاظ کرتا ہوں۔ کہ کسی کا نام نہیں لیتا۔ اتنا ہی پردہ فاش کرتا ہُوں جس سے وہی لوگ سمجھ سکیں۔ جن میں اس جھوٹ کی اشاعت کی گئی میں دیکھونگا۔ اگر اس سے اصلاح اور اخلاق میں درستی پیدا ہوگئی۔ اور میں نے سمجھ لیا۔ کہ اور نہیں۔ تو سُننے والے ہی اپنا فرض ادا کرنے لگ گئے ہیں۔ یعنی وُہ ایسی باتوں کو سنکر آگے ان کی اشاعت نہیں کرتے۔ تو فبھا۔ وگرنہ ہر بات کی

کھُلی تحقیقات

کراؤں گا۔ اور اس کے بعد اعلان کیا کرُوں گا۔ کہ فلاں شخص نے فلاں غلط بات پھیلائی۔ جو تحقیقات سے غلط ثابت ہُوئی ہے میں مانتا ہوں۔ غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور جس جگہ غلط فہمی کا احتمال ہو سکے۔ وہاں کسی کی طرف جھوٹ منسُوب نہیں کیا جا سکتا۔ اور میں ایسے امُور نہیں لُوں گا۔ جن میں غلط فہمی کا احتمال ہو سکے۔ اور کوشش یہی کرُوں گا۔ کہ کسی کی طرف جھُوٹ منسُوب نہ ہو۔ لیکن دیدہ دانستہ شرارت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

مَیں پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ کسی شخص کا نام لے کر اُس کی طرف کسی بات کو منسُوب کر دینا شرعًا ناجائز ہے۔ جب تک پُوری طرح اس کی تحقیقات نہ ہو جائے۔ ایک

واعظانہ رنگ

ہوتا ہے۔ جس میں واعظ اپنی تقریر کے دَوران میں کسی کا نام لئے بغیر ایک مثال دے دیتا ہے۔ لیکن اس طرح مثال کے طور پر کوئی بات بیان کر دینا کسی کے لئے بطور حجت نہیں ہو سکتا۔ اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی بعض اوقات کر لیتے تھے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی تو عادت میں یہ بات تھی۔ وُہ ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی ایسی مثال ضرور دے دیتے۔ لوگ ان سے لڑتے۔ کہ آپ نے ہم پر یہ الزام لگایا ہے۔ مگر آپ فرماتے۔ میں نے تمہارا نام نہیں لیا۔ تو واعظ اگر کوئی ایسی بات کہہ جائے۔ جس میں کسی کا نام نہ لے۔ اور دانستہ اس کا نام ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرے۔ دانستہ میں نے اس لئے کہا۔ کہ میں خود بھی اپنے ایک بیان میں ایسی غلطی کر چکا ہوں۔ اور اگرچہ میں نے کسی کا نام تو نہیں لیا تھا۔ لیکن ایسے

الفاظ میرے مونہ سے نکل گئے۔ جن سے بعض لوگ پہچان گئے ہوں گے۔ کہ یہ کس کا ذکر ہے۔ واعظانہ رنگ یہ ہے۔ کہ مثال پیش ہو۔ لیکن وُہ

آدمی بدنام نہ ہو۔

تو جب واعظانہ رنگ ہو۔ اور واعظ کی نیت کسی شخص کی مذمت نہ ہو۔ بلکہ اس کے کسی

فعل کی مذمّت

ہو۔ تو پھر تو کوئی ہرج نہیں۔ لیکن ایسی مثال کی بنا پر کسی شخص پر کوئی الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ اور نہ اُسے کوئی سزا دی جا سکتی ہے۔ اس لئے امام یا واعظ کبھی ایسے رنگ میں بات کر دیتا ہے۔ کہ یہ پتہ تو کسی کو نہ لگ سکے۔ کہ کس نے یہ قصُور کیا۔ لیکن لوگ اس سے سبق حاصل کر سکیں۔ لیکن اگر نام لے لیا جائے۔ یا ایسا اشارہ کر دیا جائے۔ جس سے وُہ ظاہر ہو جائے۔ تو یہ ناجائز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"کفٰی بالمرء کذبًا ان یحدث بکل ما سمع"

اس لئے کسی کے متعلق یا بعض افراد کے متعلق

کوئی خبر بلا تحقیق مشہور کر دینا

جائز نہیں۔ ایسے امُور میں احتیاط لازم ہے۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کذب قرار دیا ہے۔ خواہ ایسا دانستہ نہ بھی کیا جائے۔ بعض لوگ عادتًا ایسا کر لیتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں روکتا ہوں۔ کہ ایسا نہ کریں۔ ہمارا فرض ہے۔ کہ جو بُری باتیں عادتًا پیدا ہو جائیں۔ ان میں اصلاح کریں۔ اگر نادانستہ ایسی بات ہو جائے۔ تو بھی

دِل میں ندامت

محسُوس کریں۔ جیسے میں اس امر کے متعلق جس کا ذکر اُوپر کیا ہے دل میں نادم ہُوا۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ دُوسروں نے بھی اس سے کچھ سمجھا یا نہیں۔ مگر میرے الفاظ میں اتنی گنجائش ضرور تھی کہ بعض لوگ سمجھ سکتے تھے۔ تو اگر نادانستہ یا اتفاقًا بھی ایسی حرکت ہو جائے۔ تو بھی اس کے لئے نادم ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی دانستہ ایسا کرے۔ اور ایسے طریق پر کسی بات کو پیش کرے۔ کہ دُوسرے معلُوم کر لیں۔ تو اُسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ وُہ

شریعت کی گرفت کے نیچے

ہے۔ کوئی کہے۔ عادتًا ایسا ہو جانے کو رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں منع فرمایا ہے۔ تو اُسے معلُوم ہونا چاہیئے۔ کہ بکلّ ما سمع کے معنے عادت کے ہی ہیں۔ پس اگر

رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی عزت

آپ کے دل میں ہے۔ تو جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھُوٹ فرمایا ہے۔ اُسے آپ بھی جھُوٹ سمجھیں۔

بعض لوگ بہت شور مچایا کرتے ہیں۔ کہ ہماری روحانیت ترقی نہیں کرتی۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ وُہ عملًا وُہی کچھ نہیں کرتے۔ جو اُن کے دل میں ہوتا ہے۔ اسلام کا حکم ہے۔ صبر کرو۔ وُہ دل سے تو اُسے مانتے ہیں۔ لیکن جب موقع آئے۔ تو صبر نہیں کرتے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ وہ اسلام اور محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلّم بنانا نہیں چاہتے اس لئے وُہ جس مقام پر کھڑے ہوتے ہیں۔ اس سے آگے ترقی نہیں کر سکتے۔ بلکہ بعض اوقات گر جاتے ہیں۔ یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے۔ بعض لوگ آپ پر ایمان تو لے آئے۔ لیکن انہیں

معلّم نہیں بناتے

اگر آپ لوگ غور کریں۔ کہ اس مہینے میں ہی آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کون سی نئی بات سیکھی ہے۔ تو بہت سے ایسے نکلیں گے۔ جنہیں معلُوم ہو جائے گا۔ کہ کئی سال سے اُنہوں نے کوئی نئی بات نہیں سیکھی۔ دراصل

سچا معلّم

وُہی ہو سکتا ہے۔ جو ہر آن رہبری کرے۔ اور ہر وقت رستہ دکھلائے۔ دُنیا میں ہی دیکھ لو۔ جو عزت تمہارے دل میں تمہارے موجُودہ اُستاد کی ہے۔ اتنی اس کی نہیں۔ جو کسی گذشتہ زمانہ میں تھا۔ پس حقیقی معلّم وُہی کہلا سکتا ہے جو

ہر وقت کا استاد

ہو۔ اس لئے اگر ہم محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت کچھُ نہ کچھُ سیکھتے ہیں۔ تو وُہ معلّم ہیں۔ وگرنہ نہیں۔ نہ سیکھنے کے یہ معنے ہونگے۔ کہ یا تو آپؐ کی تعلیم ختم ہو گئی ہے۔ یا ہم نے آپؐ کو معلّم ماننا چھوڑ دیا ہے۔ یہی بات حضرت مسیح موعُود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ہے۔ اور اسی طرح خلافت کا حال ہے۔ اگر

خلیفہ کے وعظ کو

سُنکر صرف سُبحان اللہ اور واہ واہ ہی کر دیا۔ اور اس پر عمل نہ کیا۔ تو وُہ معلّم کیسا ہوا۔ اگر اسے معلّم کہتے ہو۔ تو اس کے وعظ کو شاگرد کی طرح سُنو۔ اور اس پر عمل کرو۔ اول تو ہر خطیب ہی معلّم ہے۔ مگر وُہ شخص جس کے

ہاتھ پر دیانتداری سے بیعت

کی ہو۔ اُس کے خُطبہ پر تو ضرور ہی عمل کرنا چاہیئے لیکن اگر عمل نہیں تو یہ سب کچھ صرف عادتًا ہی ہے۔ ایمان نہیں۔ اور ایسا شخص معلّم ماننے کا دعوےٰ کبھی نہیں کر سکتا۔ اس کی بیعت محض دکھاوا ہے۔ چاہے اس کے دل میں اخلاص ہی ہو۔ مگر

اللہ تعالیٰ کی نظر میں

وہ دکھاوا ہی ہے۔ پس میں بار بار توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس تعلیم کو دل میں داخل کرو۔

یہ امید تو بے شک کسی کے متعلق نہیں کی جاسکتی۔ کہ وہ سب کچھ ایک دن میں ہی سیکھ لے۔ مومن رصلحاء خلفا

سب کی ترقی تدریجی

ہی ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ حالت ہو۔ کہ سالہا سال گذر گئے اور کسی نئی بات پر عمل ہی نہ کیا۔ تو پھر کس منہ سے یہ اقرار کیا جاسکتا ہے۔ کہ ہم خلیفہ کو معلم مانتے ہیں۔ کوئی طالب علم فخر سے یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ فلاں شخص میرا استاد ہے۔ گو سال بھر میں میں نے اس سے ایک لفظ بھی نہیں سیکھا۔ اگر ایک بات ہی سیکھی جائے۔ جب بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ ترقی تدریجی ہوتی ہے۔ لیکن اگر ایک بات بھی نہ ہو۔ تو کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ ہم معلم مانتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن حیث وجدہا اخذہا یعنے

حکمت کی بات

مومن کی گمشدہ متاع ہے۔ جہاں ملے۔ چاہیئے۔ لے لے۔ اگر کسی نہایت برے انسان سے بھی کوئی اچھی بات ملے۔ تو اسے بھی لے لینا چاہیئے۔ ہمارے ملک میں ایک چھا بڑہ قوم ہے جنہیں جینی کہا جاتا ہے۔ ان میں نفس کشی کو ترقی کا موجب سمجھا جاتا ہے وہ ہر سال ایک نئی چیز کا استعمال ترک دیتے ہیں۔ تو یہ نکتہ کہ ہر سال وہ ایک چیز کو اس یقین کی بنا پر ترک کر دیتے ہیں۔ کہ اس سے روحانی ترقی ہوگی۔ اس سے سبق سیکھ کر اگر ہم بھی

ہر سال ایک نئی بات

اپنے اندر پیدا کر لیں۔ تو کس قدر فائدہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ اس سے میری یہ مراد نہیں۔ کہ پہلے دو نفل پڑھتے تھے۔ تو اب چار کر دیئے۔ بلکہ

اخلاقی تبدیلی

مراد ہے۔ کیونکہ اصل چیز اخلاق ہی ہے۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنے اندر سننے کے ساتھ عمل کرنے کی عادت پیدا کرو۔ یہ نہیں۔ کہ ہر بات پر یکدم عمل کرنے لگ جاؤ۔ انسان کے اندر کوتاہیاں بھی ہوتی ہیں۔ اور جب تک وہ اس مقام پر نہ پہونچ جائے۔ جب وہ

خدا کی مغفرت کی عام چادر

کے نیچے آجاتا ہے۔ اور اسکے پچھلے اور پہلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی وقت یکدم ساری خوبیاں اس کے اندر پیدا ہو سکتی ہیں۔ مگر ایسے لوگوں کی ترقی پھر بھی تدریجی ہی ہوتی ہے کیونکہ جس طرح

خدا کی ذات غیر محدود

ہے۔ اسی طرح انسانی ترقیات بھی غیر محدود ہیں۔ لیکن اس حالت کے بغیر انسان عیوب سے مبرا نہیں ہو سکتا۔ بعض لوگوں کو پیدائش سے ہی یہ مقام عطا کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان سے خاص کام لیا جانا مقدر ہوتا ہے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے بڑے لوگ۔ اور جیسے ہمارے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوئے ہیں۔ مگر ایسے لوگوں کے سوا باقی لوگ ساری اصلاحیں ایک وقت میں اپنے اندر نہیں کر سکتے۔ اور جیسے طالب علم آہستہ آہستہ کتاب یاد کرتا ہے۔ ان کی بھی یہی حالت ہوتی ہے۔ کہ آہستہ آہستہ ہی

ساری باتوں پر عمل

کرنیکے قابل ہو سکتے ہیں۔ گو ارادہ تو چاہیئے۔ کہ سب پر عمل کرنا ہے لیکن اگر نہیں

تو سال میں ایک ہی

سہی۔ پھر اگر خدا توفیق دے۔ تو ۶ مہینہ میں ۳ مہینہ میں۔ ہر مہینہ میں ہر دن میں۔ بلکہ ہر گھنٹہ میں کوئی نہ کوئی بات سیکھی جائے۔ لیکن کم از کم سال میں ایک تو ضرور ہی چاہیئے۔

جو لوگ سب کچھ پڑھ سنکر بھی ایسی عادات ترک نہیں کرتے۔ ان کی مثال تو ایسی ہی ہے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بعض لوگوں کی حالت ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی تیر انسان کے جسم کو چیر کر نکل جائے لیکن اسکے ساتھ خون کا ذرہ نہ لگے۔ ایسی حالت

خطرہ سے خالی

نہیں ہوتی۔ آگے بڑھنے والا تو اگر گریگا۔ تو آخر کھڑا ہی ہوگا۔ لیکن جو ایک ہی مقام پر کھڑا ہو۔ وہ دھکا لگنے پر ضرور نیچے ہی گریگا۔ چلنے والے کے لئے تو ایک چانس ہوتا ہے۔ کہ وہ کھڑا ہو کر اپنے نفس کو سنبھال سکے۔ لیکن جو پہلے ہی کھڑا ہے۔ وہ ضرور گریگا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعض لوگ گر جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ چل نہیں رہے ہوتے۔ پس کم از کم

سال میں ہی ایک تغیر

اپنے اندر پیدا کرو۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت میں وہ روح پیدا کرے۔ کہ وہ اسلام کی تعلیمات سے فائدہ اٹھا سکے۔ یہ باتیں جو میں نے بیان کی ہیں پڑھنے کی نہیں۔ بلکہ فائدہ کی ہیں۔ یہ ایسی ہیں۔ کہ اگر کسی

اللہ سے اشد دشمن

کے منہ سے سنی جائیں۔ جب بھی ان پر عمل کیا جائے چہ جائیکہ جس سے بیعت کی ہو۔ اس کے منہ سے سنی جائیں۔ ان میں آپ کا اپنا ہی نفع ہے۔ پس اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ اور ایسے رستہ پر چلو۔ کہ خدا کے فضلوں سے محروم نہ رہ جاؤ۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ایک مکتوب

ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم متعلم گورنمنٹ کالج لاہور نے حضور کی خدمت میں لکھا۔ کہ ہمارے کالج کے ایک ہندو پروفیسر صاحب نے سوال اٹھایا ہے۔ کہ اگر مختلف اقوام کے مابین تعلق ازدواج کی اجازت ہو جائے۔ تو ہندوستان کے لئے نہایت مفید ہوگا۔ اور اس کے مندرجہ ذیل فوائد بیان کئے۔ (۱) تعلقات کی مضبوطی (۲) آئندہ نسل کا moderate ہونا (۳) تمدن اور معاشرت میں یگانگت۔ (۴) کمی تعصب وغیرہ۔ مگر اسلام نے لا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن اور لا تمسکوا بعصم الکوافر وغیرہ آیات میں اس قسم کی شادیاں ناجائز قرار دی ہیں۔ اسکی حقیقی فلاسفی کیا ہے۔ اور اس سے تمدنی و معاشرتی کون کونسے فوائد ہیں۔ حضور نے جواب میں لکھوایا۔

"آپ پروفیسر صاحب سے یہ کہیں۔ کہ ہندوستان میں ایسی مشرکات جن سے نکاح ناجائز ہے۔ بہت کم ہیں۔ میجارٹی ایسے لوگوں کی ہے۔ جنکی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اسلئے مسلمانوں کیلئے اس مسئلہ پر عمل کرنے میں زیادہ دقتیں نہیں۔ سوائے سکھوں اور جینیوں کے۔ عیسائیوں کی عورتوں اور ان تمام لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے ہیں۔ نکاح جائز ہے۔ پس اگر اس قسم کے تعلقات سے اقوام میں صلح ہو سکتی ہے تو اسلام میں اس کا رستہ کھلا ہے۔

باقی رہا یہ سوال۔ کہ مسلمانوں کی لڑکیاں غیر مذاہب والوں کے پاس جا سکتی ہیں۔ یا نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ مذہبًا ایسا نہیں ہو سکتا۔ لیکن جس غرض کے لئے پروفیسر صاحب کے نزدیک رشتہ ازدواج کے کرنیکی ضرورت ہے۔ وہ ایک مسلمان مرد اور غیر مسلم عورت کے نکاح سے پوری ہو جاتی ہے۔ اس لئے باوجود اسکے کہ مسلمان لڑکی غیر مسلم سے بیاہی نہیں جاسکتی۔ اتحاد میں کوئی فرق نہیں آئیگا اگر پروفیسر صاحب کو یہ اعتراض ہو۔ کہ اس صورت میں غیر مسلم لڑکیاں مسلمانوں کے زیر اثر رہیں گی۔ اور مسلمانوں کی لڑکیاں غیر مسلموں کے پاس نہ جائینگی۔ تو اس میں انکے سوال کا جواب آجاتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں انہیں تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ عورت اپنے خاوند کے اثرات کو زیادہ قبول کرتی ہے۔ اور خاوند کے مذہبی اثرات کو قبول کرنے کا سوال پیدا ہوگا۔ تو کوئی شخص جو دین کی قدر کرتا ہے کبھی پسند نہ کریگا۔ کہ وہ اپنی اولاد کو ایسے اثرات کے نیچے آنے دے۔ کہ جو اس کی روحانیت کو تو برباد کر دے۔ لیکن دنیاوی طور پر بعض فوائد ہو جائیں اس کا کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ اگر مذہب کوئی حقیقی چیز ہے اور خدا سے وصال ایک ممکن مسئلہ ہے۔ تو مذہب کے مقابلہ میں دنیا کی کسی چیز کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔ پس ایسی کوئی چیز قبول نہیں کی جا سکتی۔ جس میں انسان کے مذہب کو ضعف پہونچنے کا اندیشہ ہو۔ پس اگر خالی صلح مد نظر ہے۔ تو اوپر کا بتایا ہوا طریق کافی ہے۔

ختم نبوّت کی حقیقت

آیت خاتم النبیّن کی تفسیر بلحاظ آیت ظاہر کی مستقل حیثیت کے

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ آیت خاتم النبیین مخالفوں کے دو طرح کے اعتراضوں کی تردید کا فائدہ دیتی ہے۔ ایک اعتراض تو متبنٰی کی مطلقہ کے ساتھ نکاح کرنے کے متعلق تھا جس کے جواب میں آیت خاتم النبیین بلحاظ سیاق و سباق کلام کے ذیل کے معنوں میں پائی جاتی ہے۔ دوسرا اعتراض آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو بوجہ نرینہ اولاد کے نہ ہونے کے ابتر قرار دینے کی صورت میں تھا جس کی تردید علاوہ سورۃ کوثر کے آیت خاتم النبیین سے بھی ہو سکتی ہے۔

انبیاء روحانی باپ ہوتے ہیں

آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے مخالفین نے آپؐ کی ابوت کے متعلق اعتراض کی عجیب صورت اختیار کی تھی۔ ایک طرف تو آپؐ کی ابوت کا اثبات کرنے سے یہ اعتراض کی صورت پیش کی کہ محمدؐ زید کا باپ ہے۔ حالانکہ آپؐ زید کے باپ نہ تھے۔ لیکن زید کی مطلقہ سے نکاح ہونے پر نواسطہ در واسطہ ابوت کے اثبات سے بات کو محض اعتراض کے لئے انتہا تک پہونچایا جس کی تردید تفسیر کے پہلے حصہ میں گذر چکی اور دوسری طرف آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ہاں نرینہ اولاد نہ پائے جانے کی وجہ سے آپ کی نسبت ابتر ہونے کا اعتراض پیش کر دیا۔ کہ یہ شخص ابتر ہے نرینہ اولاد نہیں رکھتا جس کے ذریعہ اس کے مذہب کا سلسلہ اس کے بعد بھی قیام پذیر رہ سکتا۔ پس اس کا سلسلہ اس کی زندگی تک ہی ہے۔ جب یہ مر جائیگا۔ ساتھ ہی اس کا سلسلہ بھی ختم ہو جائے گا۔ حالانکہ نبیوں اور رسولوں کے سلسلہ کا قیام اور بقاء صرف نرینہ اولاد کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ ان کے سلسلہ کے قیام اور بقاء کے لئے جس اولاد کی ضرورت ہوتی ہے وہ جسمانی اولاد نہیں بلکہ روحانی اولاد یعنی مومنین کا وجود ہوتا ہے۔ پس اس طرح سے مخالفوں نے اپنے اعتراض میں افراط اور تفریط کی راہ اختیار کی یعنی ایک طرف ابوت باطلہ کے اثبات کی بنا پر اعتراض پیش کیا۔ اور دوسری طرف ابوت حقہ روحانیہ کی نفی کی بنا پر اعتراض اٹھایا۔ اور دونوں صورتیں اعتراض کی غلط پیش کیں۔ پہلی صورت اعتراض کا جواب ہو چکا۔

قرآن شریف کی آیات ذات الوجوہ ہیں

اور دوسری صورت اعتراض کا جواب اب دیا جاتا ہے

لیکن قبل اس کے کہ آیت خاتم النبیین کو اس دوسری صورت اعتراض کے جواب میں پیش کیا جائے۔ یہ عرض کر دینا مناسب ہوگا کہ قرآن کریم کی آیات ذات الوجوہ اور ذات المعارف، الحقائق ہونے کی شان بھی رکھتی ہیں۔ اور ایک ایک آیت سے بوجہ بلاغت تامہ کاملہ کئی کئی مطالب اور معانی مستنبط ہو سکتے ہیں۔ چونکہ قرآن کریم خداوند کریم کا قول ہے۔ اس لئے اس کی بہترین تفسیر خدا تعالےٰ کے فعل سے متحقق ہوتی ہے۔ اور جوں جوں قانون قدرت میں جو خدا تعالےٰ کا فعل ہے۔ کلام الٰہی سے مناسبتوں کے پہلو اور جہات پیدا ہوتی ہیں۔ توں توں ان جہات متناسبہ کے مطابق معانی بھی نئے سے نئے پیدا ہوتے جاتے ہیں۔ جہات متناسبہ کی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے ایک شخص زید نام ہے جو باپ کے بالمقابل بیٹا ہے۔ اور بیٹے کے بالمقابل باپ اور دادا کے بالمقابل پوتا اور پوتے کے بالمقابل دادا اور چچا کے بالمقابل بھتیجا اور بھتیجے کے بالمقابل چچا اور ماموں کے بالمقابل بھانجا اور بھانجے کے بالمقابل ماموں۔ اور خسر کے بالمقابل داماد اور داماد کے بالمقابل خسر وغیرہ وغیرہ۔ اب زید کا وجود گو ہر نسبت کے وقت وہی رہتا ہے۔ لیکن رشتہ کے لحاظ سے جوں جوں نئی جہت رشتہ کی پیدا ہوتی ہے۔ زید میں اُسی کے مطابق رشتہ کی ایک نئی کیفیت اور نئی نسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور گو زید اپنی ذات میں نہیں بدلتا۔ لیکن رشتہ کی جہات سے اس کی نسبتوں کے بدلنے سے زید ہر نئی نسبت کے پیدا ہونے سے نیا معلوم ہوتا ہے۔ جب تک وہ اکیلا تھا۔ وہ کسی کا بھائی نہ تھا۔ لیکن بھائی پیدا ہونے سے ایک نئی جہت سے نئی نسبت رشتہ کی پیدا ہو گئی اور جب تک اس کی شادی نہ ہوئی۔ وہ شوہر اور داماد نہ تھا۔ لیکن شادی اور نکاح سے دو نئی نسبتیں ایک ہی وقت پیدا ہو گئیں۔ اسی طرح جب تک اس کے ہاں اولاد نہ ہوئی وہ باپ نہ تھا۔ لیکن جب اولاد ہوئی وہ اس جہت سے باپ بھی ہو گیا علےٰ ہذا القیاس ہر نئی جہت اور نئی نسبت سے زید میں کئی رشتوں کی کیفیت پیدا ہو گئی۔

اسی طرح اور بالکل اسی طرح قرآن کریم جو خدا تعالےٰ کا قول ہے اس میں خدا تعالےٰ کے افعال سے یعنی قانون قدرت کی مختلف جہات سے مناسبتیں ہیں جو تدبر کرنے سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے قول افلا یتدبرون القرآن ام علےٰ قلوب اقفالھا۔ میں قرآن میں تدبر کرنے کو نہایت ضروری قرار دیا کہ جب تک قرآن کریم کو تدبر سے نہ پڑھا جائے۔ دلوں کے قفل نہیں کھلتے یعنی دلوں پر قرآنی معارف اور حقائق کا انکشاف نہیں ہوتا۔ اسی تدبر کی بنا پر مفسرین نے ایک ایک آیت اور ایک ایک فقرہ قرآن سے بیسیوں مسائل اور حقائق مستنبط کئے۔ اور امام رازی نے صرف سورۃ فاتحہ سے دس ہزار مسائل کا استنباط بیان فرمایا۔ جیسا کہ تفسیر کبیر میں اس کا مفصل ذکر موجود ہے۔ اور قرآن کریم کی آیات کی یہ عجیب شان ہے کہ وہ صرف اپنے سلسلہ سیاق و سباق ہی کے رو سے مطالب کو ظاہر نہیں کرتیں۔ بلکہ اپنی مستقل حیثیت میں بھی مطالب کا اظہار کرتی ہیں۔ جیسے ستارے اور چراغ بہت سے مل کر اجتماعی صورت میں بھی نور کا جلوہ دکھاتے ہیں۔ اور الگ الگ انفرادی طور پر اپنی مستقل حیثیت میں بھی اپنے نور کے مطابق روشنی بخشتے ہیں۔

آنحضرت صلعم کی دو حیثیتیں

سو اسی طرح آیت خاتم النبیین سے ایک مطلب اور معنے تو سلسلہ سیاق و سباق کے رُو سے ظاہر ہوا۔ اور دوسرا اس کی انفرادی اور مستقل حیثیت سے مستنبط ہوتا ہے۔ جس کی تشریح حسب ذیل ہے۔

آیت خاتم النبیین کے پہلے فقرہ میں جو ما کان محمد ابا احد من رجالکم ہے۔ اسبات کو تسلیم کیا ہے کہ محمدؐ تمہارے رجال میں سے کسی کا باپ نہیں ہے۔ یعنے مخالفوں کا یہ طعن اور یہ اعتراض کہ محمدؐ کی نرینہ اولاد نہیں اور ایسے رجال کہ جن کا جسمانی رشتہ ابنیت باپ کے لئے بامید تکمیل مقاصد و بقائے سلسلہ قابل فخر ہوتا ہے۔ محمدؐ ایسے رجال میں سے کسی ایک کا بھی باپ نہیں۔ اور یہ درست ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چونکہ دو حیثیتیں ہیں۔ ایک شخصی حیثیت یعنی محض محمدؐ ہونے کے لحاظ سے دوسری دینی اور روحانی حیثیت جو رسول اللہ ہونے کے لحاظ سے ہے۔ سو انہی دو حیثیتوں کی بنا پر فرمایا۔ کہ گو محمدؐ ہونے کے لحاظ سے یعنی جسمانی رشتۂ ابوت کے لحاظ سے محمدؐ کسی کا باپ نہیں۔ اور جسمانی تولد کے رو سے رجال میں سے کوئی بھی اس کا بیٹا نہیں۔ لیکن رسول اللہ کی حیثیت سے یہ مومنوں کا روحانی اور دینی رشتۂ ابوت کے لحاظ سے ضرور باپ ہے۔

اور اللہ تعالےٰ کے رسول کو اپنے سلسلہ کے قیام اور اپنے دینی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے چونکہ محض رجال یعنی مردوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ایسے رجال کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو رسول پر ایمان لانے سے بذریعہ روحانی تولد مومن بھی ہوں۔ اور رسول کے ہاں اگر جسمانی رشتہ